



نام کتاب : آئیے عقیدہ سیکھیے (حصہ دوم)

مؤلف : پروفیسر ڈاکٹر سید طالب الرحمن شاہ

نظر ثانی : پروفیسر ڈاکٹر سہیل حسن

انگریشل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

اشاعت : اول

تعداد : (۵۵۰۰)

ناشر : مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ

پوسٹ بکس ۲۷۱، سیٹلانٹ ناؤن راولپنڈی

فون : ۰۳۴۰_۳۵۰۳۰_۷۰۰

۰۵۱_۲۲۹۳۹۶۳_۳۳۱۰۵۸۹

یہ کتاب وقف فی کنکل اللہ ہے

(کتاب کے حقوق ناشر کے نام محفوظ ہوں)

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿عقیدہ حصہ دوہم﴾

۵	توحید و رسالت	۔۱
۶	توحید	۔۲
۱۵	توحید کی برکات	۔۳
۱۷	شرک	۔۴
۳۰	شرک کی اقسام	۔۵
۳۱	توحید و شرک کی صورتیں	۔۶
۳۹	شرک کی برائی	۔۷
۴۵	کفر	۔۸
۵۲	گناہ	۔۹
۵۵	مومن و فاسق	۔۱۰
۶۰	سجدہ قیام اور رطوف	۔۱۱
۶۳	تصرف	۔۱۲

	نفع و نقصان	
۶۸		-۱۳
۷۱	نذر	-۱۴
۷۵	بھروسہ	-۱۵
۷۷	شفاعت	-۱۶
۸۷	وسیلہ	-۱۷
۹۰	علم غیب	-۱۸
۹۹	قسم، نجوم، فال اور چھوٹ چھات	-۱۹
۱۰۳	تصویر کشی اور نام	-۲۰
۱۰۷	گستاخی	-۲۱
۱۱۲	شیطان	-۲۲
۱۱۷	تقدیر	-۲۳
۱۱۸	رسم و رواج	-۲۴
۱۲۰	قرآن و حدیث	-۲۵

”توحید و رسالت“

س۔ کلمے کے کتنے اجزاء ہیں؟

ج۔ کلمے کے دو اجزاء ہیں۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ کو معبود حقيقة سمجھنا۔ ۲۔ رسول کو رسول تسلیم کرنا۔

س۔ اللہ تعالیٰ کو معبود حقيقة سمجھنے کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ اللہ کو معبود حقيقة سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

س۔ رسول کو رسول تسلیم کرنے کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ رسول کو رسول تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کی راہ اختیار کی جائے۔ پہلا حصہ توحید ہے اور دوسرا حصہ اتباع سنت ہے تو حید کی ضد شرک ہے اور سنت کی ضد بدعت ہے۔

س۔ ہر مسلمان کا کیا فرض بتا ہے؟

ج۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ توحید اور اتباع سنت پر مضبوطی سے قائم رہے۔ انہیں سینے سے لگائے رکھے اور شرک و بدعت سے بچتا رہے۔

س۔ شرک و بدعت کرنے سے کیا ہوتا ہے؟

ج۔ شرک و بدعت ہی متابع ایمان کے گھن ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے دوسرے گناہوں سے صرف اعمال میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

س۔ ہمیں پیر کے سمجھنا چاہیے؟

ج۔ جو شخص موحد اور متعین سنت ہو شرک و بدعت سے متنفر ہو اور اس کے پاس بیٹھنے سے تو حید و اتباع سنت کا شوق پیدا ہوتا ہوا سی کو استاد و پیر سمجھنا چاہیے۔

”تو حید“

س۔ تو حید کیا ہے؟

ج۔ تو حید یہ ہے کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس کے لیے مخصوص ہے، قربانی اسی کے لیے کی جاتی ہے، منت اسی کی مانی جاتی ہے، مشکل کے وقت اسی کو پکارا جاتا ہے، وہی ہر جگہ حاوی و نگراں ہے اور ہر طرح کا تصرف و اختیار اسی کے قبضے میں ہے، اگر ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ میں بھی مانی جائے تو شرک ہے گو اس کو اللہ سے

چھوٹا ہی سمجھا جائے اور اللہ کی مخلوق اور اس کا بندہ ہی مانا جائے پھر اس معاملہ میں نبی، ولی، جن، شیطان، وغیرہ سب برادر ہیں جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے شرک ہو گا اور کرنے والا مشرک ہو جائے گا۔

س۔ بندہ اپنے رب کو کیسے مانے؟

ج۔ ہر انسان کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو پکارے اسی سے ہر وقت ڈرتا رہے اسی سے گناہوں کی معافی مانگتا رہے اسی کے آگے گناہوں کا معرف رہے اسی کو اپنا مالک اور حمایتی سمجھے اللہ کے سوا اپنا لٹھکانا نہ جانے اور کبھی کسی کی حمایت پر اعتماد نہ کرے کیونکہ ہمارا رب بڑا ہی معاف کرنے والا اور انہائی مہربان ہے وہ اپنے فضل و کرم سے سب بگزے کام بنادے گا، اور اپنی مہربانی سے سارے گناہ معاف فرمادے گا اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے تمہارا شفیع بنادے گا جس طرح تم اپنی ہر حاجت اسی کو سونپتے ہو اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کو سونپ دو کہ وہ جسے چاہے تمہارا شفیع بنانا کر کھڑا کر دے کسی کی حمایت پر کبھی بھروسہ مت کرو اسی کو اپنی حمایت کے لیے پکارو حقیقی مالک کو کبھی

نہ بھولو اس کے احکام شرعیہ کی قدر کرو اور اس کے مقابلے میں رسم و رواج کو ٹھکر ادو۔

س۔ کیا صرف اکیلا اللہ کافی ہے؟

ج۔ ایک غلام کے لیے کئی آقاوں کا ہونا تکلیف دہ ہے اگر اس کا ایک ہی آقا ہو جو سب سے زبردست ہو تو کیا ہی اچھا ہے لہذا مالک ایک ہی ہے جو انسان کی ساری مراویں پوری کرتا ہے اور اس کے بگڑے کام بنادیتا ہے اس کے سامنے جھوٹے مالکوں کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ قطعی بے بنیاد خیالات ہیں کہ بارش کرنا کسی کے اختیار میں ہے، غلہ پیدا کرنا کسی اور کا کام ہے کوئی اولاد دیتا ہے کوئی تند رسی بخشتا ہے، پھر آپ ہی آپ ان کے نام مقرر کر لیے ہیں کہ فلاں کام کے مختار کا یہ نام ہے اور فلاں کے مختار کا یہ نام ہے اور خود ہی انہیں ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں رفتہ رفتہ ایک عرصہ کے بعد اسی طرح رسم پڑ جاتی ہے حالانکہ اللہ کے سوا کون ہے اور نہ کسی کا یہ نام پایا جاتا ہے اور اگر کسی کا یہ نام ہے تو اس کو مشیت الہی میں کوئی دخل نہیں سب کاموں

کے مختار کا نام اللہ ہے اور جس کا نام محمد ﷺ یا علیؑ ہے اس کو کسی بات کا اختیار نہیں اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ پاک نے حکم نہیں دیا اور مخلوق کا حکم ناقابل اعتبار ہے بلکہ اللہ پاک نے اس قسم کے خیالات قائم کرنے سے روک دیا ہے پھر اللہ کے سوا وہ کون ہے جس کے کہنے کا ان باتوں میں اعتبار کیا جائے خالص اور اصل دین یہی ہے کہ اللہ کے حکم پر چلا جائے اور اس کے آگے ہر حکم ٹھکرا دیا جائے لیکن اکثر لوگ اس راہ سے بھٹک گئے اور اپنے پیروں، اماموں اور بزرگوں کی راہ کو اللہ کی راہ سے مقدس سمجھ بیٹھے۔

س۔ سارے انبیاء کی دعوت کیا تھی؟

ج۔ تمام رسول اللہ تعالیٰ کے پاس سے یہی حکم لے کر آئے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ معلوم ہوا کہ تو حید کا حکم اور شرک سے ممانعت تمام شریعتوں کا ایک متفقہ مسئلہ ہے اس لئے صرف یہی راہ نجات ہے باقی تمام راہیں غلط ہیں۔

س۔ رسولوں اور کتابوں کی بنیادی تعلیم کیا ہے؟

ج۔ تو حید اختیار کرنے اور شرک سے بچنے کی عالم ارواح میں سب کو فرد آفر داتا کید کر دی گئی ہے۔ تمام پیغمبر اسی کو یاد دلانے اور اسی عہد کی تجدید کے لیے بھیجے گئے۔ تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا فرمان عالی شان اور الہامی کتابوں کا مرکزی علم اسی ایک نکتہ میں ہے کہ خبردار تو حید میں خلل نہ آنے دو اور شرک کے پاس بھی نہ پھنکو اللہ کے سوا کسی کو حاکم و متصرف نہ بھجو۔ نہ غیر اللہ کو مالک مانو کہ اس سے اپنی مرادیں مانگو اور اس کے پاس مرادیں لے آؤ۔

س۔ اولیاء اللہ لوگوں کو کیا تعلیم دیں؟

ج۔ جب کوئی اللہ کا بندہ اپنے پاک و صاف دل سے اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو یہ نادان سمجھتے ہیں کہ بڑا پہنچا ہوا ہے غوث و قطب ہے جس کو چاہے دے دے اور جس سے جو چاہے چھین لے اس لئے ٹھٹھ کے ٹھٹھ اس کے پاس اس امید پر جمع ہو جاتے ہیں کہ بگڑی بنادے گا اب اس بندے کا فرض ہے کہ صحیح صحیح بات بتا دے کہ آڑے وقت اللہ تعالیٰ ہی

کو پکارنا چاہیے یہ حق کسی اور کائنات میں ہے اللہ ہی سے نفع و نقصان کی امید رکھنی چاہیے کیونکہ اس طرح کا معاملہ غیر اللہ سے کرنا شرک ہے شرک اور شرک کرنے والے سے میں بیزار ہوں اگر کوئی مجھ سے اس قسم کا معاملہ کرنا چاہے تو میں اس سے راضی نہیں اور دینا یہاں اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے وہی دیتا ہے اور وہی لیتا ہے میرے ہاتھ میں کچھ نہیں وہی میرا اور تمہارا رب ہے لہذا آؤ اور معبود ان باطل کو چھوڑ کر اسی ایک وحدہ لا شریک کو پکارو جو اپنی وحدانیت، معبودیت، ربوبیت اور حاکمیت میں اکیلا ہے اس سے معلوم ہوا کہ (ہاتھ باندھ کر) ادب سے کھڑا ہونا، پکارنا اور نام کا وظیفہ پڑھنا ان کاموں میں سے ہے جن کو حق تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لیے مخصوص فرمادیا ہے یہ معاملہ غیر اللہ سے کرنا شرک ہے۔

س۔ کیا تمام مخلوق نے ازل میں تو حید کا اقرار کیا تھا؟

ج۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس آیت (کہ جب آپ کے رب نے آدم کی اولاد سے عہد لیا تھا) کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ پاک

نے اولاد آدم کو جمع فرمایا پھر انہیں جوڑا جوڑا بنایا پھر ان کی صورتیں
بنا کیں پھر انہیں قوت گویائی بخشی جب وہ بولنے لگے تو ان سے عہدہ
پیان لیا اور ان پر خود کو گواہ بنانا کر فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں
انہوں نے جواب دیا کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔ فرمایا میں ساتوں
آسمانوں اور زمینوں کو تم پر گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم کو بھی
کہیں قیامت کے دن یہ نہ کہنے لگو کہ ہم بے خبر تھے یقین مانو کہ نہ
میرے سوا کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب ہے میرے ساتھ کسی چیز کو
شریک نہ کرنا میں تمہارے پاس اپنے رسول بھیجا رہوں گا جو تمہیں میرا
یہ عہدوں پیان یا دلائیں گے اور تم پر اپنی کتاب میں آتا روں گا سب نے
جواب دیا کہ ہم اقرار کر چکے ہیں کہ تو ہمارا رب اور معبود ہے۔ آپ
کے سوانہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ آپ کے علاوہ کوئی ہمارا معبود ہے۔
(مند احمد)

س۔ کیا صرف شعائر اللہ کی تنظیم کی جائے؟

ج۔ حق تعالیٰ نے اپنی تنظیم کے لیے بعض جگہیں مقرر فرمائی ہیں جیسے

کعبہ، عرفات، بلکہ سارا حرم لوگوں کو ان مقامات کی زیارت کا شوق دیا ہے کہ دنیا کے گوشے گوشے سے سمٹ کر خواہ سوار ہو کر خواہ پا پیادہ دور سے بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئیں سفر کی مشقتیں اٹھا کر ایک خاص بے سلے لباس میں مخصوص ہیئت سے وہاں پہنچیں، اور اللہ تعالیٰ کے نام کی قربانیاں کریں اپنی منیں پوری کریں بیت اللہ کا طواف کریں اور دلوں میں مالک کی تعظیم کی جو انگلیں کروٹیں لے رہی ہیں بیت اللہ آ کر انہیں پوری کریں اس کے دروازے کے سامنے بلکہ کردعا آئیں ما نگیں پھر کوئی بیت اللہ میں نماز پڑھ کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا آئیں مانگ رہا ہے کوئی وہاں اعتکاف میں بیٹھ کر رات دن ذکر الہی کر رہا ہے کوئی ادب سے خاموش کھڑا اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر رہا ہے بہر حال یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی تعظیم و اکرام کے لیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ان کاموں کی وجہ سے خوش ہوتا ہے اور ان سے دونوں جہانوں میں فائدہ ہوتا ہے۔

س۔ غیر اللہ کی شعائر کی تعظیم کرنا کیسا ہے؟

ج۔ اس قسم کے کام غیر اللہ کی تعظیم کے لیے حرام و شرک ہیں کسی قبر کی زیارت کے لیے یا کسی سخان یا چلہ پر دور دراز سے سفر کی مشقتیں اٹھا کر آنا اور میلے کھیلے ہو کرو ہاں پہنچنا، وہاں جا کر جانوروں کی قربانی کرنا، ملتیں پوری کرنا، کسی گھر یا قبر کا طواف کرنا، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرنا، وہاں شکار نہ کرنا، وہاں کے درختوں کو نہ کاشنا، گھاس کے تنکے نہ توڑنا اور نہ اکھاڑنا اور اسی قسم کے اور کام کرنے اور ان سے دونوں جہانوں کی بھلا سیوں کی امید رکھنا سب شرک ہے ان سے بچنا چاہئے کیونکہ شریعت نے جن مقامات کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے ان کے علاوہ اور جگہوں پر ایسا کرنا اور اپنی طرف سے ان کو دین میں داخل سمجھنا بدعت ہے۔

س۔ لفظ ”سید“ کے کتنے معنی ہیں؟

ج۔ سید کے دو معنی ہیں۔ پہلا خود مختار، مالک کل: جو کسی کا محکوم نہ ہو آپ جو چاہے کرے یہ شان رب تعالیٰ ہی کی ہے اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی سید نہیں۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ پہلے حاکم کا

حکم اس کے پاس آئے اور پھر اس کی زبانی دوسروں تک پہنچے اس لحاظ سے ہر نبی اپنی امت کا سردار ہے ہر امام اپنے ہم عصر لوگوں کا،، ہر بزرگ اپنے عقیدہ تمندوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا سید ہے کہ یہ بڑے بڑے حضرات پہلے حکم پر خود عامل ہوتے ہیں پھر اپنے چھوٹوں کو سکھاتے پڑھاتے ہیں اس لحاظ سے ہمارے محبوب نبی ﷺ تمام جہاں کے سید ہیں اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں آپ ﷺ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے آپ سب سے زیادہ احکام شرعیہ کے پابند تھے، اور اللہ تعالیٰ کا دین سیکھنے میں لوگ آپ ہی کے محتاج ہیں اس معنی کے لحاظ سے آپ کو سارے جہانوں کا سردار کہا جا سکتا ہے بلکہ کہنا چاہیے۔

”توحید کی برکات“

س۔ اللہ تعالیٰ اپنے موحد بندوں پر کتنا مہربان ہے؟

ج۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا کہ اے پچے! اللہ کو یاد رکھا اللہ تعالیٰ تجھے یاد رکھے گا اللہ کو یاد رکھ تو اس کو اپنے سامنے دیکھ لے گا اور اگر تو سوال

کرے تو اللہ ہی سے کراور جب مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ یقین
 مان کہ اگر تمام لوگ تجھے کچھ نفع پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو اسی قدر رفع
 پہنچا میں گے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے اور اگر سب مل کر
 نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو اسی قدر نقصان پہنچا سکیں گے جو تیرے
 لیے لکھا ہوا ہے، قلم اٹھانے گئے اور کتاب میں خشک ہو گئیں (ترمذی)
 س۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول گنہگار موحد کیلئے کیسے ہو گا؟

ج۔ جب انسان شرک سے ہر طرح پاک و صاف ہو گا اور اس کا یہ
 عقیدہ ہو گا کہ اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں۔ اس کی حکومت سے کہیں
 بھاگ کر جانے کی جگہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو کوئی پناہ دینے
 والا نہیں اس کے سامنے سب بے بس ہیں۔ اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں
 سکتا اس کے سامنے کسی کی حمایت کا م نہیں آتی۔ اور کوئی کسی کی سفارش
 اس کی اجازت کے بغیر نہ کر سکے گا۔ ان عقائد کے بعد اس سے جس
 قدر گناہ سرزد ہوں گے بتقاضاۓ بشریت ہوں یا بھول چوک کر پھر
 ان گناہوں کے بوجھ میں وہ دبا جا رہا ہو گا اور سخت بیزار ہو گا نہ امت

کے مارے سر نہ اٹھا سکے گا ان شاء اللہ ایسے شخص پر رحمت الہی کا نزول ہو گا جیسے جیسے یہ گناہ بڑھتے جائیں گے ویسے ویسے اس کی ندامت کی کیفیت بڑھتی جائے گی اور جوں جوں یہ کیفیت بڑھے گے تو ان شاء اللہ اللہ کی رحمت بڑھتی جائے گی۔

س۔ فاسق موحد اور ظاہری پر ہیز گار مشرک کا مقابلہ کیجئے؟

ج۔ جو توحید میں پکا ہے اس کا گناہ قابل معافی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو سزا دے یا سزا کے بغیر ہی معاف کر دے یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اور مشرک کی عبادت بھی قابل قبول نہیں۔ ایک فاسق موحد، ظاہری پر ہیز گار مشرک سے ہزار درجے اچھا ہے جیسے ایک مجرم رعیتی، باغی خوشامدی سے ہزار درجے اچھا ہے کیونکہ پہلا اپنے قصور پر نادم ہے اور دوسرا مغرور۔

” ” شرک ” ”

س۔ شرک کی مختلف صورتیں بتلائیں؟

ج۔ شرک صرف یہی نہیں ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر یا اس کے

مقابلے کا مانا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وال اصافت کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں پر بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں انہیں غیروں کے آگے بجالا یا جائے مثلاً سجدہ، اللہ تعالیٰ کے نام کی قربانی، منت، وغیرہ۔ اسی لئے مشکل کے حل کے لئے غیراللہ کو پکارنا، قدرت و تصرف وغیرہ میں دوسروں کا بھی کچھ حصہ جاننا، سب شرک کی مختلف شکلیں ہیں۔

س۔ ہمارے معاشرے میں عام لوگ کس قسم کے ہیں؟

ج۔ ہمارے معاشرے میں عام طور پر لوگوں میں شرک پھیلا ہوا ہے تو حید نایاب ہے اکثر ایمان کے دعویٰ دار تو حید و شرک کے معنی نہیں سمجھتے کلمہ پڑھنے کے باوجود مگر بے شوری میں شرک میں گرفتار ہیں لہذا تو حید و شرک کے معنی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

س۔ عام لوگ کس قسم کے شرک میں بتلا ہیں؟

ج۔ عموماً لوگ آڑے وقت میں پیروں پیغمبروں اماموں شہیدوں فرشتوں اور جنوں کو پکارتے ہیں انہیں سے مراد یہ ملتے ہیں۔ انہیں

کی منتسب مانتے ہیں۔ مرادیں برلانے کے لیے انہیں کی مذروں نیاز دیتے ہیں۔

س۔ ہمارے معاشرے میں لوگ بیماریوں سے بچنے کے لیے کیا شرک کرتے ہیں؟

ج۔ لوگ بیماریوں سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو بزرگوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ کسی کا نام علی بخش، کسی کا حسین بخش، کسی کا پیر بخش، کسی کا مدار بخش، کسی کا سالار بخش، کسی کا غلام مجی الدین اور کسی کا غلام معین الدین رکھتے ہیں۔

س۔ انسان اولاد کے سلسلے میں شرک کی راہ کیسے اختیار کرتا ہے؟

ج۔ شروع میں بھی اللہ ہی نے انسان کو بنایا اسے بیوی دی اور دونوں میں محبت پیدا کی پھر جب اولاد کی امید ہوتی تو دونوں اللہ سے دعائیں مانگنے لگے کہ اگر صحیح سالم اور تند رست بچہ پیدا ہو جائے تو ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بہت ہی احسان مانیں گے پھر جب حسب خواہش بچہ پیدا ہو گیا تو غیر اللہ کو ماننے لگے اور ان کی مذروں نیاز دینے لگے کوئی بچے کو کسی کی

تبر پر لے گیا کوئی ستحان پر کسی نے کسی کے نام کی چوٹی رکھلی کسی نے بدھی پہنادی اور کسی نے بیڑی ڈال دی کسی نے کسی کافقیر بنادیا اور نام بھی رکھتے تو شرک یہ جیسے نبی بخش، علی بخش وغیرہ اللہ تو ان نادانوں سے بے پرواہ ہے مگر ان نادانوں کا ایمان جاتا رہتا ہے۔

س۔ انسان کھیتی باڑی میں شرک کیسے کرتا ہے؟

ج۔ تمام غلے اور جانور اللہ ہی نے پیدا کئے ہیں پھر مشرق جس طرح ان میں سے اللہ تعالیٰ کی نیاز نکالتے ہیں اس طرح غیر اللہ کی بھی نیاز نکالتے ہیں جبکہ غیر اللہ کی نیاز میں جو ادب و احترام بجالاتے ہیں وہ اللہ کی نیاز میں نہیں بجالاتے۔

س۔ انسان چوپاپیوں میں شرک کیسے کرتا ہے؟

ج۔ لوگ محض اپنے خیال سے کہہ دیتے ہیں کہ فلاں چیز اچھوتی ہے بعض جانوروں کو لادتے نہیں اور سواری بھی نہیں کرنے دیتے کہ یہ فلاں کی نیاز کا جانور ہے اس کا ادب کرنا چاہیے اور بعض جانوروں کو غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دیتے ہیں کہ ان کاموں سے وہ خوش ہوں

گے اور مرادیں بر لائیں گے مگر ان کے یہ خیالات و افعال جھوٹی ہیں جن کی وجہ پر سزا پائیں گے۔

س۔ کیا مسلمان اس کے علاوہ بھی شرکیہ کام کرتے ہیں؟
 ج۔ ہاں کوئی کسی کے نام کی چوتھی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام کا جانور ذبح کرتا ہے، کوئی مشکل پڑنے پر کسی کو پکارتا ہے اور کوئی کسی کی قسم کھاتا ہے۔ غیر مسلم جو معاملہ دیوی دیوتا وؤں سے کرتے ہیں وہی یہ نام نہاد مسلمان انبیاء، اولیاء، ائمہ، شہداء، ملائکہ اور جنوں سے کرتے ہیں اس کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے سچ فرمایا۔ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ (یوسف: ۱۰۶) اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر بھی شرک ہی ہیں۔

س۔ کیا غائب بزرگ کو پکار کر ان سے دعا کروانا بھی شرک ہے؟
 ج۔ لوگ بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں اور انہیں پکار کر صرف یہی کہتے ہیں کہ یا حضرت آپ دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ ہماری حاجت پوری کر دے یہ بھی شرک ہے کو وہ اس وجہ سے اس کو شرک نہ سمجھتے ہوں

کہ حاجت برآری کی دعا تو اللہ ہی سے کی گئی ہے لیکن غائب شخص کو پکارنے کی وجہ سے اس میں شرک آیا کہ ان کے بارے میں یہ اعتقاد رکھا گیا کہ وہ دور اور قریب سے سنتے ہیں حالانکہ یہ ابھی شان ہے اور قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں پکارنے والے کی پکار کو سنتے ہی نہیں کو وہ قیامت تک چھتار ہے

س۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعاعاللہ کا ورد کیسا ہے؟

ج۔ لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ ”یا شیخ عبد القادر جیلانی شیعاعاللہ“۔ یعنی اے شیخ عبد القادر جیلانی اللہ کے واسطے ہماری مراد پوری کرو یہ شرک ہے اور کھلا شرک ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچائے (آمین) لوگو! ایسا لفظ منہ سے نہ کا لو جس سے شرک ٹپکتا ہو یا بے ادبی کا پہلو نکلتا ہو حق تعالیٰ کی یہ بہت بڑی شان ہے وہ با کمال بے زوال شہنشاہ ہے ایک نکتہ میں پکڑ لیتا اور ایک بات میں بخش دینا اسی کا کام ہے یہ کہنا سر اسر بے ادبی ہے کہ بظاہر بے ادبی کا لفظ استعمال کیا ہے اور اس سے کوئی

دور کے معنی مراد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پہلیوں سے بالاتر ہے اگر کوئی شخص اپنے کسی بزرگ سے ٹھٹھا کرنے لگے تو اسے کتنا براسمجھا جائے گا نہیں مذاق کی باتیں تو بے تکلف دوستوں سے ہوتی ہیں، باپ اور بادشاہ سے نہیں۔

س۔ کیا ستاروں میں تاثیر ماننا شرک ہے؟

ج۔ جو شخص کائنات میں مخلوق کی تاثیر سمجھتا ہے اسے حق تعالیٰ اپنے منکروں میں شمار فرماتا ہے کہ وہ ستارہ پرست ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ سارا کار خانہ اللہ کے حکم سے چل رہا ہے وہ اس کا مقبول بندہ ہے ستارہ پرست نہیں معلوم ہوا کہ نیک و بد ساعتوں کے ماننے، اچھی بری تاریخوں کے یادن کے پوچھنے اور نجومی کی بات پر یقین کرنے سے شرک کا درکھلتا ہے کیونکہ ان سب کا تعلق نجوم سے ہے اور نجوم کا مانا ستارہ پرستوں کا کام ہے۔

س۔ کیا بتوں اور ستھانوں کی پوچھنا شرک ہے؟

ج۔ بت دو طرح کے ہوتے ہیں کسی کی تصویر یا مورتی بنایا کر اس کو پوچھا جائے گا

جائے اس کو عربی میں صنم کہا جاتا ہے کسی جگہ یا درخت یا پتھر یا لکڑی یا کاغذ کو کسی کے نام کا مقرر کر کے پوچھا جائے اس کو وشن کہا جاتا ہے قبر، چلہ، لحد، پتھری، تعری، علم، امام قاسم اور شیخ عبدال قادر کی مہنگی امام کا چبوترہ اور استاد و مشائخ کے بیٹھنے کی جگہیں یہ سب وشن میں داخل ہیں اسی طرح شہید کے نام طاق، نشان اور توپ جس پر بکرا چڑھایا جاتا ہے اور اسی طرح بعض مکانات یکاریوں کے نام سے مشہور ہیں مثلاً سیتلا، مسانی، بھوانی، وغیرہ کی طرف بعض مقامات منسوب ہیں یہ سب وشن ہیں۔ صنم اور وشن دونوں کی پرستش سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی کہ قیامت کے قریب مسلمانوں کا شرک اسی قسم کا ہو گا برخلاف دوسرے مشرکوں کے جیسے ہندو یا عرب کے مشرک کہ اکثر مورتوں کو مانتے ہیں یہ دونوں قسم کے لوگ مشرک ہیں اور اللہ کے رسول کے دشمن ہیں۔

س۔ کیا شرک قرب قیامت کی علامتوں میں سے ہے؟

ج۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

سے سنا آپ ﷺ فرمائے تھے کہ دن رات ختم نہ ہوں گے جب تک
 لات و عزیٰ کو دوبارہ نہ پوجا جائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ
 جب اللہ پاک نے یہ آیت (اسی نے اپنا رسول ہدایت اور برحق دین
 کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں کو
 برا معلوم ہو) اتنا ری تھی تو میرا گمان غالب یہی تھا کہ آخر تک دین
 یوں ہی رہے گا فرمایا جب تک اللہ پاک کو منظور ہو گا دین اسی حالت پر
 رہے گا پھر اللہ پاک ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا وہ ہر اس شخص کو فوت
 کر دے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برا بر بھی ایمان ہو گا
 پھر بہے ہی لوگ رہ جائیں گے اور اپنے باپ دادا کے دین کی طرف
 لوٹ جائیں گے (سلم)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے سورۃ براءۃ
 (توبہ) والی اس آیت سے یہ سمجھا کہ اسلام کا غلبہ قیامت تک رہے گا
 آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلبہ اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ
 کو منظور ہو گا پھر اللہ پاک ایک پاکیزہ ہوا چلائے گا جس سے سب

نیک لوگ جن کے دلوں میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا ختم ہو جائیں گے اور بے دین باقی رہ جائیں گے نہ ان کے دلوں میں رسول کی عظمت ہو گی نہ دین کا شوق ہو گا باپ دادا کی رسماں پر لپکیں گے جو جاہل اور مشرک گزرے تھے پھر جو مشرکوں کی راہ اختیار کرے گا لامحالہ مشرک ہو جائے گا معلوم ہوا کہ آخری زمانے میں پرانا شرک بھی پھیل جائے گا آج مسلمانوں میں پرانا اور نیا ہر قسم کا شرک موجود ہے آپ کی پیش گوئی صادق آرہی ہے مثلاً مسلمان نبی، ولی، امام، شہید وغیرہ کے ساتھ شرکیہ معاملات کر رہے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے کافروں کے بتاؤ کو مانتے ہیں اور ان کی رسماں پر چل رہے ہیں معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کا دروازہ اس طرح کھلے گا کہ وہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر باپ دادا کی رسماں کے تابع ہو جائیں گے س۔ اہل کتاب کا شرک کیا تھا؟

ج۔ اللہ تعالیٰ نے بت پرستوں کی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی عتاب کیا ہے حالانکہ وہ بت پرست نہ تھے البتہ انبیاء اور اولیاء سے

ایسا ہی معاملہ رکھتے تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو تو سب سے بڑا مالک جانتے ہیں اور اس سے چھوٹے دوسرے مالکوں کے بھی قائل ہیں جو ان کے مولوی اور درویش ہیں انہیں اس بات کا حکم نہیں ملا وہ شرک کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو تن تہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا سب اس کے بے بس بندے ہیں۔

س۔ کیا بشر رسول بن کر الوہیت میں شریک ہو سکتا ہے؟
ج۔ بشر کے لیے رسالت سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہو گا سارے مراتب اس سے نیچے ہیں مگر بشر رسول بن کر بھی بشر ہی رہتا ہے بندہ ہونا ہی اس کے لیے سبب فخر ہے نبی بن کر بشر معبود نہیں بن جاتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہیں مل جاتا بشر کو بشریت ہی کے مقام پر رکھو۔

س۔ کیا مشرکین عورتوں کے پچاری ہیں؟
ج۔ مشرکین غیر اللہ کو پکارتے ہیں وہ اپنے خیال میں عورتوں کے پچاری ہیں، کوئی لال پری کو کوئی سیاہ پری کو، کوئی ستیلا کو، کوئی مسانی کو اور کوئی کالی کو پوچتا ہے یہ محض خیالات ہیں ورنہ ان کی حقیقت کچھ بھی

نہیں نہ کوئی عورت نہ کوئی مرد محض خیال خام اور شیطانی وسوسہ ہے جس کو معبود بنالیا ہے اور یہ جو بولتا ہے اور کبھی کوئی تماشہ بھی دکھادیتا ہے شیطان ہے۔ ان مشرکوں کی تمام عبادتیں شیطان کے لیے ہو رہی ہیں یہ اپنے خیال میں نذر و نیاز عورتوں کو دیتے ہیں مگر درحقیقت شیطان لے لیتا ہے انہیں ان باتوں سے نہ دینی فائدہ ہے اور نہ دنیوی کیونکہ شیطان را نہ درگاہ ہے۔

س۔ عام لوگ شرک کرنے کے باوجود اپنے دل کو کیسے مطمئن کرتے ہیں؟

ج۔ اکثر دعویداران ایمان شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اگر کوئی ان سے کہے کہ تم دعویٰ تو ایمان کا کرتے ہو مگر شرک میں گرفتار رہتے ہو کیوں شرک وایمان کی منقاد را ہوں کو ملا رہے ہو تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کر رہے بلکہ انبیاء اور اولیاء سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے عقیدت مند ہیں۔ شرک توبہ ہوتا جب ہم انہیں اللہ کے برابر سمجھتے۔ ہم تو انہیں اللہ کے بندے اور مخلوق ہی سمجھتے

ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قدرت و تصرف بخشنا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں ان کو پکارنا اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنا اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں جو چاہیں کریں۔ یہ ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں۔ ان کے ملنے سے رب مل جاتا ہے اور ان کے پکارنے سے رب کا تقرب حاصل ہوتا ہے جتنا ہم انہیں مانیں گے اسی نسبت سے ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوتے جائیں گے۔

س۔ عام لوگوں کی گمراہی کے کیا اسباب ہیں؟

ج۔ یہ لوگ قرآن و حدیث چھوڑ بیٹھے۔ شریعت میں عقل سے کام لیا جھوٹے افسانوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور غلط رسماں کو دلیلوں کے طور پر پیش کرتے ہیں اگر ان کے پاس قرآن و حدیث کا علم ہوتا تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی مشرک اسی قسم کی دلیلوں کو پیش کیا کرتے تھے۔ اللہ پاک کا ان پر غصہ نازل ہوا اور اس نے انہیں جھوٹا بتایا۔

” شرک کی اقسام ”

س۔ شرک فی الالوہیت کی مثال بیان کریں۔

ج۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے سے دعا مانگنا شرک فی الالوہیت ہے کیونکہ دعا مانگنا صرف عبادت ہی نہیں بلکہ مغز عبادت ہے۔

س۔ شرک فی الربو بیت کی مثال بیان کریں؟

ج۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کے بارہ میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ بھلائی پہنچا سکتا ہے شرک فی الربو بیت ہے کیونکہ اس نے غیر اللہ کو تصرف کا حق دیدیا۔

س۔ شرک فی الاسماء والصفات کی مثال بیان کریں؟

ج۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے اس اعتقاد سے دعا مانگنا کہ وہ دور و نزدیک ہر وقت و ہر جگہ سے اس کی دعا سن رہا ہے شرک فی الاسماء و الصفات ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی صفت ”سمع“، میں غیر کو شریک کر دیا۔

س۔ شرک کی کون کون سی قسمیں ہیں؟

ج۔ شرک اکبر اور شرک اصغر۔

س۔ شرک اکبر کے کہتے ہیں؟

ج۔ شرک اکبر یہ ہے کہ بندہ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا ایسا شریک ٹھہرائے اور اس سے ایسی محبت کرے اور ایسا خوف کھائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں غیر اللہ سے پناہ مانگے اس کو پکارے اس سے امید یہ باندھے اس پر توکل کرے۔

س۔ شرک اصغر کی مثال دیں؟

ج۔ ۱۔ ریا کاری ۲۔ غیر اللہ کا حلف (قسم) اٹھانا۔ ۳۔ غیر اللہ کی چاہت وغیرہ۔

”توحید و شرک کی صورتیں“

س۔ توحید فی العلم کے کہتے ہیں؟

ج۔ توحید فی العلم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بحیثیت علم ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یعنی اس کا علم ہر چیز کو گھیرے میں لیے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہر چیز سے ہر وقت باخبر ہے خواہ وہ چیز دور ہو یا قریب، پوشیدہ ہو یا ظاہر،

آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا سمندر کی تھی میں یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کسی اور کسی یہ شان نہیں۔

س۔ علم میں شرک کے کہتے ہیں؟

ج۔ اگر کوئی اٹھتے بیٹھتے کسی غیر اللہ کا نام لے یا دور و نزدیک سے اسے پکارے کہ وہ اس کی مصیبت رفع کر دے یا دشمن پر اس کا نام پڑھ کر حملہ کرے یا اس کے نام کا ختم پڑھے یا اس کے نام کا اور در کے یا اس کا تصور ذہن میں جمائے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جس وقت میں زبان سے اس کا نام لیتا ہوں یا دل میں تصور یا اس کی صورت کا خیال کرتا ہوں یا اس کی قبر کا دھیان کرتا ہوں تو اس کو خبر ہوتی ہے میری کوئی بات اس سے چھپی ہوئی نہیں اور مجھ پر جو حالات گزرتے ہیں جیسے یماری و صحت، فراغی و تنگی، موت و حیات اور غم و مسرت اس کو ان سب کی ہر وقت خبر رہتی ہے جو بات میری زبان سے انکھی ہے وہ اسے سن لیتا ہے اور میرے دل کے خیالات و تصورات سے واقف رہتا ہے۔ ان تمام باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے اور یہ شرک فی

العلم ہے یعنی حق تعالیٰ جیسا علم غیر اللہ کے لیے ثابت کرنا۔ بلاشبہ اس عقیدے سے انسان مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے متعلق رکھے یا مقرب سے مقرب فرشتے کے بارے میں، چاہے ان کا یہ علم ذاتی سمجھا جائے یا اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا، ہر صورت میں شرک یہ عقیدہ ہے۔

س۔ توحید فی التصرف کے کہتے ہیں؟

ج۔ کائنات میں ارادے سے تصرف و اختیار کرنا، حکم چلانا، خواہش سے مارنا اور زندہ کرنا، فراغتی و تنگی، تند رستی و یماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار، مرادیں بر لانا، بلاعین میں ٹالنا، مشکل میں دشگیری کرنا اور وقت پڑنے پر مدد کرنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے کسی غیر اللہ کی شان نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا انسان یا فرشتہ کیوں نہ ہو۔

س۔ تصرف میں شرک کے کہتے ہیں؟

ج۔ جو شخص اللہ کے بجائے کسی اور میں ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگے اور اس غرض سے اس کے نام کی منت مانے یا

قربانی کرے اور مصیبت کے وقت اس کو پکارے کہ وہ اس کی بلاعین مثال دے، ایسا شخص مشرک ہے اور اس کو شرک فی التصرف کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ساتھ فی التصرف غیر اللہ میں مان لیتا شرک ہے خواہ وہ ذاتی مانا جائے یا اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا۔ ہر صورت میں یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔

س۔ توحید فی العبادت کے کہتے ہیں؟

ج۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کام اپنی عبادت کے لیے مخصوص فرمادیئے ہیں جن کو عبادات کہا جاتا ہے جیسے سجدہ، رکوع، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، اللہ تعالیٰ کے نام پر خیرات کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے مقدس گھر کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے آنا اور ایسی بعیت میں آنا کہ لوگ پہچان جائیں کہ یہ زائرین حرم ہیں۔ راستے میں اللہ تعالیٰ ہی کا نام پکارنا، نامعقول باتوں سے اور شکار سے بچنا، پوری احتیاط سے جا کر اس کے گھر کا طواف کرنا، اس کی طرف سجدہ کرنا، اس کی طرف قربانی کے جانور لے جانا، وہاں منتیں ماننا، کعبہ پر غلاف چڑھانا، کعبہ کی چوکھت کے آگے کھڑے ہو کر دعا میں مانگنا دین و دنیا

کی بھلا یاں طلب کرنا، مجر اسود کو چومنا، کعبہ کے دروازے سے منہ اور چھاتی لگانا، اس کے چاروں طرف روشنی کرنا، اس میں خادم بن کر رہنا، جھاڑو دینا، حاجیوں کو پانی پلانا، وضو کے لیے اور غسل کے لیے پانی مہیا کرنا، آب زم زم کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، آپس میں تقسیم کرنا، عزیز و اقارب کے لیے لے جانا، اس کے آس پاس کے جنگل کا ادب و احترام کرنا، وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاشنا، گھاس نہ اکھاڑنا، جانور نہ چدا نا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے طور پر مسلمانوں کو بتائے ہیں۔

س۔ عبادت میں شرک کے کہتے ہیں؟

ج۔ اگر کوئی شخص نبی، ولی جن یا کسی سچی، جھوٹی قبر کسی کے سخنان، چلے کسی کے مکان و نشان کسی کے تبرک و تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے لیے روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے یا چڑھاوا چڑھائے۔ یعنی غیر اللہ کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی سی کرنا خواہ یہ عقیدہ ہو کہ وہ ذاتی اعتبار سے ان تعظیموں کے لاکن ہے یا اللہ تعالیٰ

ان کی اس طرح تعظیم کرنے سے خوش ہوتا ہے اور اس کی تعظیم کی برکت سے بلاعین مل جاتی ہیں ہر صورت میں یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔
س۔ روزمرہ کے کاموں میں تو حید کیا ہے؟

ج۔ حق تعالیٰ نے بندوں کو یہ ادب سکھایا ہے کہ وہ دنیوی کاموں میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم بجالاً میں تاکہ ایمان بھی سنور جائے اور کاموں میں برکت بھی ہو جیسے مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کی نذر مان لینا اور مشکل کے وقت اسی کو پکارنا اور کام شروع کرتے وقت برکت کے لیے اُسی کا نام لینا اگر اولاد ہو تو اس نعمت کے شکر یہ کے لیے اس کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ اولاد کا نام عبد اللہ، عبد الرحمن، الہی بخش، اللہ دیا، امت اللہ وغیرہ رکھنا۔ کھیتی کی پیداوار میں سے تھوڑا سا غلہ اس کے نام کا نکالنا۔ باغوں میں سے کچھ پھل اس کے نام کے نکالنا۔ جانوروں میں سے کچھ جانور اللہ کے نام کے مقرر کرنا اور اس کے نام کے جو جانور بیت اللہ کو لے جائے جائیں ان کا ادب و احترام بجالانا یعنی نہ ان پر سوار ہونا نہ انہیں لادنا۔ کھانے

پینے اور پہنچنے اور ٹھنڈنے میں اللہ کے حکم پر چلنا۔ جن چیزوں کے استعمال کا حکم ہے صرف انہیں استعمال کرنا اور جن کی ممانعت ہے ان سے باز رہنا۔ دنیا میں گرانی اور ارزانی، صحت و یماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار اور رنج و مسرت جو کچھ بھی پیش آتا ہے سب کو اللہ کے اختیار میں سمجھنا۔ ہر کام کا ارادہ کرتے وقت ان شاء اللہ کہنا مثلاً یوں کہنا کہ ان شاء اللہ ہم فلاں کام کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کو اس عظمت کے ساتھ لینا جس سے اس کی تعظیم نمایاں ہو اور اپنی غلامی کا اظہار ہوتا ہو جیسے یوں کہنا ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق، ہمارا معبود وغیرہ اگر کسی موقع پر قسم کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو اس کے نام کی قسم کھانا یہ تمام باتیں اور اسی قسم کی دیگر باتیں اللہ پاک نے اپنی تعظیم ہی کے واسطے مقرر فرمائی ہیں۔

س۔ روزمرہ کے کاموں میں شرک کیا ہے۔

ج۔ جو کوئی اسی قسم کی تعظیم غیر اللہ کی کرے مثلاً کام رکا ہوا ہو یا بگزر ہا ہو اس کو چالو کرنے یا سنوارنے کے لیے غیر اللہ کی مذرمان لی جائے

اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھا جائے۔ کہیت و باغ کی پیداوار میں ان کا حصہ رکھا جائے جب پھل تیار ہو کر آئیں تو پہلے ان کے نام کا حصہ الگ کر دیا جائے تب اسے استعمال میں لایا جائے جانوروں میں ان کے نام کے جانور مقرر کر دینے جائیں پھر ان کا ادب و احترام بجالا لایا جائے۔ پانی سے یا چارے سے انہیں نہ ہٹایا جائے، لکڑی یا پتھر سے انہیں نہ مارا جائے اور کھانے پینے اور پہنچنے اور ٹھنڈنے میں رسموں کا خیال رکھا جائے کہ بی بی فاطمہ کے نام کی نیاز مرد نہ کھائیں، لوٹدی نہ کھائے اور شوہروں کی عورت نہ کھائے، شاہ عبدالحق کا تو شہ حقہ پینے والا نہ کھائے، دنیا کی بھلائی برائی کو انہیں کی طرف منسوب کیا جائے کہ فلاں فلاں ان کی لعنت میں گرفتار ہے پاگل ہو گیا ہے۔ فلاں محتاج ہے انہیں کا دھنکارا ہوا تو ہے اور دیکھو فلاں کو انہوں نے نوازا تھا آج سعادت و اقبال اس کے پاؤں چوم رہے ہیں۔ فلاں تارے کی وجہ سے قحط آیا۔ فلاں کام فلاں ساعت میں فلاں دن شروع کیا گیا تھا اس لیے پورا نہ ہوا یا یہ کہا جائے کہ اگر

اللہ اور رسول چاہے گا تو میں آؤں گایا پیر صاحب کی مہر ہو گی تو یہ بات ہو گی، یا گفتگو میں غیر اللہ کے لئے داتا، بے پرواہ، خداوند خدا یہ گان، مالک الملک اور شہنشاہ جیسے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ قسم کی ضرورت پڑ جائے تو نبی کی یا علیؑ کی یا امام و پیر کی یا ان کی قبروں یا اپنی جان کی قسم کھائی جائے۔ ان تمام باتوں سے شرک پیدا ہوتا ہے اور اس کو شرک فی العادت کہتے ہیں۔ یعنی عام کاموں میں جیسی اللہ کی تعظیم کرنی چاہیے ویسی غیر اللہ کی تعظیم کی جائے۔

”شرک کی برائی“

س۔ شرک اور عام برائیوں میں کیا فرق ہے۔

ج۔ اللہ کی راہ سے بھکنا یہ بھی ہے کہ انسان حلال و حرام میں تمیز نہ کرے چوری کرے، بد کاری میں بتا رہے۔ روزہ چھوڑ بیٹھے۔ بیوی بچوں کی حق تلفی کرنے لگے۔ ماں باپ کی نافرمانی پر بتا رہے۔ لیکن جو شرک کی دلدل میں پھنس گیا وہ راہ سے زیادہ بھٹک گیا کیونکہ وہ ایک ایسے گناہ میں بتا ہو گیا جس کو حق تعالیٰ بلا تو بے کبھی نہ معاف فرمائے گا

اور دوسرے گناہوں کو شاید اللہ تعالیٰ بلا تو بے معاف فرمادے۔ معلوم ہوا کہ شرک ناقابل معافی جرم ہے اس کی سزا قطعی مل کر رہے ہیں شرک اکبر جس سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس کی سزا ابدی جہنم ہے، نہ اس سے نکلا جائے گا اور نہ اس میں اسے چین اور آرام میسر آئے گا اور دیگر گناہوں کی حق تعالیٰ کے یہاں جو سزا میں مقرر ہیں وہ اللہ کی مرضی پر ہیں خواہ دے یا نہ دے۔

س۔ شرک کو مثال دے کر سمجھائیں؟

ج۔ اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ بادشاہ کے یہاں رعیت کے لیے ہر قسم کی سزا میں مقرر ہیں۔ مثلاً چوری، ڈیکیتی، پھرہ دیتے دیتے سو جانا دربار میں دیر سے پہنچنا، میدان جنگ سے بھاگ آنا، اور سرکار کے پیسے پہنچانے میں کوتا ہی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اب بادشاہ کی مرضی ہے چاہے تو سزادے اور چاہے معاف کردے لیکن بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں جن سے بغاوت ظاہر ہوتی ہے مثلاً کسی امیر کو یا وزیر کو یا چودھری کو یا رئیس کو یا بھنگلی کو یا چمار کو بادشاہ کی موجودگی میں بادشاہ بننا

دیا جائے تو اس قسم کی حرکت بغاوت ہے یا ان میں سے کسی کے واسطے تاج یا تخت شاہی بنایا جائے یا اسے نظر بھانی کہا جائے یا اس کے سامنے شاہانہ آداب بجالائے جائیں یا اس کے لیے ایک جشن کا دن ٹھہرایا جائے اور بادشاہ کی مذردی جائے۔ یہ جرم تمام جرموں سے بڑا ہے اور اس جرم کی سزا میقیناً ملنی چاہیے۔ جو بادشاہ اس قسم کے جرائم کی سزاوں سے غفلت بر تا ہے اس کی سلطنت کمزور ہوتی ہے عقل مند لوگ اس قسم کے بادشاہ کو نا اہل کہتے ہیں۔ لوگو! اس مالک الملک غیرت مند بادشاہ سے ڈرجا، جس کی طاقت کاشانہ نہیں وہ اعلیٰ درجے کا غیرت والا ہے بھلا وہ مشرکوں کو کیسے سزا نہ دے گا اور بلا سزا انہیں کیونکر چھوڑ دے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں پر رحم فرمائے اور انہیں شرک جیسی خطرناک آفت سے محفوظ رکھے۔ آمین

س۔ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟

ج۔ جس طرح اللہ کو (اس کے علم و قدرت کے لحاظ سے) ناظر سمجھا جاتا ہے اور کائنات کا تصرف اسی کے قبضے میں بتایا جاتا ہے، اسی وجہ

سے ہر مشکل کے وقت اسے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح غیر اللہ کو اسی صفت سے متصف مان کر پکارنا سب سے بڑا گناہ ہے اس لیے کہ کسی میں بھی حاجت برلانے کی صلاحیت نہیں۔ علاوہ ازیں جب ہمارا خالق اللہ ہے تو ہمیں اپنے مشکل اوقات میں اسی کو پکارنا چاہیے کسی اور سے ہمیں کیا واسطہ جیسے کوئی کسی بادشاہ کا غلام ہو گیا تو وہ اپنی ہر ضرورت اپنے بادشاہ ہی کے پاس لے جائے گا اسے دوسرے بادشاہوں سے کیا واسطہ کسی بھنگی، چمار کا تو ذکر ہی کیا ہے اور یہاں تو کوئی دوسرا ہے ہی نہیں جو اللہ کے مقابلے کا ہو پھر دوسرے کے پاس ضرورت کو لے جانا نا دانی نہیں تو اور کیا ہے۔

س۔ شرک سب سے بڑا عیب کیوں ہے۔

ج۔ کسی کا حق کسی کو دے دینا بڑی بے انصافی ہے پھر جس نے اللہ کا حق اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو دے دیا اس نے بڑے سے بڑے کا حق ایک عام شخص کو دے دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس کی مخلوق کی غلامانہ حیثیت ہے۔ یقین مانو کہ

ہر شخص خواہ وہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرب فرشتہ اس کی شان الورہیت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ معلوم ہوا کہ جس طرح شریعت نے شرک کو بڑا بھاری گناہ بتایا اسی طرح عقل بھی اس کو بڑا مانتی ہے۔ شرک تمام عیوب سے بڑا عیب ہے پچھی بات یہی ہے کیونکہ انسان میں سب سے بڑا عیب یہی ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔ پھر اللہ سے بڑھ کر بڑا کون ہو سکتا ہے اور شرک اس کی شان میں بے ادبی ہے۔

س۔ شرک کے علاوہ کیا باقی گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی؟
 ج۔ دنیا میں بڑے بڑے گنہگار لوگ گزرے ہیں جن میں فرعون و
 ہامان وغیرہ تھے اور شیطان بھی اس دنیا میں ہے ان تمام گنہگاروں
 سے دنیا میں جس قدر گناہ ہوئے اور قیامت تک ہوں گے اگر بالفرض
 محال ایک شخص کر گزرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جس قدر اس کے
 گناہ ہیں اسی قدر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اگر چاہے گا تو اپنی رحمت و مغفرت
 اس پر نازل کرے گا۔ معلوم ہوا کہ تو حیدر کی برکت سے انشاء اللہ

سارے گناہ معاف کر دینے جاتے ہیں جس طرح شرک کی نحوست سے سارے اچھے عمل غارت کر دینے جاتے ہیں۔
س۔ کیا اللہ تعالیٰ شرک سے بیزار ہے؟

ج۔ جس طرح اور لوگ اپنی مشترک چیز آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس طرح نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے لیے عمل کیا اور اس میں غیر کو بھی شریک کیا تو میں اپنا حصہ بھی نہیں لیتا بلکہ سارا عمل دوسرے ہی کے لیے چھوڑ دیتا ہوں اور اس سے بیزار ہو جاتا ہوں معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے واسطے کوئی عمل کرے اور وہی عمل کسی غیر اللہ کے واسطے کرے تو اس نے شرک کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکوں کی عبادت جو اللہ کے لیے کی جائے، ناقابل قبول ہے حق تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔

س۔ کیا استھان پوچابدترین لوگوں کا کام ہے؟

ج۔ حضرت ابن عمر ♦ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب وجال کاظمین ہوگا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ﷺ کو مبعوث

فرمائے گا آپ اس کو تلاش کر کے مارڈا میں گے پھر اللہ پاک شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گاروئے زمین پر جس کے دل میں رائی بھر بھی ایمان ہو گا اس کو وہ فوت کر دے گی پھر برے لوگ پرندوں کی طرح بے عقل اور درندوں کی طرح پھاڑ کھانے والے رہ جائیں گے نہ اچھی بات کو اچھا سمجھیں گے اور نہ بری بات کو برآ پھر انسانی روپ میں ان کے پاس شیطان آ کر کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی؟ یہ پوچھیں گے کہ آپ کا کیا ارشاد ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا کہ ستھانوں کو پوچھو وہ انہیں کاموں میں مگن ہوں گے اور انہیں رزق فراوانی سے مل رہا ہو گا اور زندگی آرام سے گزر رہی ہو گی اور قیامت قائم ہو جائیگی (مسلم)

س۔ کیا شرک کرنے میں بھول کا اعذر قبول نہ ہو گا؟

ج۔ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ دنیا میں آ کر ہمیں وہ اقرار یا دنہیں رہا اب اگر ہم شرک کریں تو ہماری پکڑ نہ ہو گی کیوں کہ بھول میں پکڑ نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کو بہت سی باتیں یا دنہیں رہتیں لیکن معتبر

اُشناص کے یا ددلانے پر یقین آ جاتا ہے۔ مثلاً کسی کو اپنی تاریخ ولادت یا دنیں پھر لوگوں سے سن کر یقین سے کہتا ہے کہ میری تاریخ ولادت فلاں سن فلاں دن اور فلاں وقت ہے لوگوں سے سن کر ہی ماں باپ کو پوچھانا تا ہے کسی اور کو ماں نہیں سمجھتا اگر کوئی اپنی ماں کا حق ادا نہ کرے اور کسی اور کو ماں بتا دے تو دنیا اس پر تھوکے گی اور اگر وہ یہ جواب دے کہ بھلے آدمیوں مجھے تو اپنا پیدا ہونا یا دنیں کہ میں اس کو ماں سمجھوں تم بلا وجہ مجھے برائے رہے ہو۔ تو لوگ اسے پر لے درجے کا بیوقوف اور بڑا ہی بے ادب سمجھیں گے۔ معلوم ہوا کہ جب عوام کے کہنے سے انسان کو بہت سی باتوں کا یقین ہو جاتا ہے تو نبیوں کی تو شان ہی بڑی ہے ان کے بتانے سے کس طرح یقین نہیں آ سکتا؟

”کفر“

س۔ ایمان کی ضد کیا ہے؟

ج۔ ایمان کی ضد کفر ہے۔

س۔ کافر کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ کافروں ہے کہ جو کچھ نبی ﷺ اپنے رب کے پاس سے لائے خواہ وہ حکم ہو یا خبر ان سب کی یا بعض کی تکذیب کرے۔

س۔ کافر کتنی قسم کے ہوتے ہیں؟

ج۔ کافر پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ مشرک، کتابی، زندیق، منافق، مرتد۔

س۔ مشرک کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ہڑائے۔

س۔ کتابی کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ جو دوسری آسمانی کتابوں کا اقرار اور قرآن مجید کا انکار کرے۔

س۔ زندیق کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ جو کسی دین کا بھی معتقد نہ ہو۔

س۔ منافق کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ جو تمام باتیں اسلام کی ظاہر کرتا ہوا اور دل میں انکار رکھتا ہو۔

س۔ مرتد کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ جو اسلام لانے کے بعد اسلام سے پھر جائے۔ پورے اسلام سے

بیزاری ظاہر کرے۔ یا ضروریات دین میں سے کسی بات کا معتقد نہ رہے یا ایسی بات کہے جو موجود کفر ہو اور قصد ازبان سے جاری کرے س۔ ضروریات دین میں کیا کیا باتیں شامل ہیں؟

ج۔ ضروریات دین میں وہ باتیں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر نازل کیا اور ہر مسلمان پر وہ باتیں واضح ہو گئیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا۔ اور تمام عیوب سے پاک ہونا۔ قرآن شریف اور دیگر کتب آسمانی کا کلام الہی ہونا۔ تمام نبیوں کا برحق ہونا۔ قیامت کا آنا جنت و دوزخ کا ہونا۔ مجذوذوں کا اننبیاء علیہم السلام سے صادر ہونا۔ ہمارے نبی محمد ﷺ کا خاتم النبیین و افضل المرسلین ہونا۔ قرآن مجید کا بعینہ اسی طرح محفوظ ہونا۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنی امت کو عطا فرمایا اس کے کسی کلمہ یا کسی حرف میں کمی و بیشی یا تغیر و تبدل کا محال ہونا۔ ہر نبی کا غیر اننبیاء سے افضل ہونا۔ اگرچہ وہ اہل بیت ہوں یا صحابہ یا اولیاء۔ محرام قطعی کا حرام جاننا اور محللات قطعی کا حلال جاننا اگر ان باتوں میں سے ایک کا بھی انکار کرے یا شک کرے تو کافر ہے۔ گونماز پڑھے

روزہ رکھے۔

س۔ وہ کلمات جو موجب کفر ہیں کیا کیا ہیں؟

ج۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ناقص صفات منسوب کرے یا اس کے کسی مقدس نام سے یا اس کے کسی حکم سے مسخر اپن کرے۔ یا اس کے وعدہ و عید کا انکار کرے یا کہے کہ میں اس کام کو بھی نہیں کروں گا اگر اللہ تعالیٰ یا نبی بھی مجھے کہے یا کسی پیغمبر یا اس کی سنت کی تو ہیں کرے یا صحابہؓ کو گالی دے یا لعنت کرے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا بھی کافر ہے۔ یا قرآن مجید کو دف کے ساتھ پڑھے اذکار الہی اور آذان وغیرہ سے مسخر اپن کرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ گناہ مت کر کہ دوسرا جہاں بھی ہے۔ اُس نے کہا کہ دوسرے جہاں کو کون جانتا ہے۔ جو کسی کو کلمہ کفر سکھائے۔ اگر چہ اہو و لعب کے طور پر سکھائے اسی طرح غیر کی عورت کو جو شخص ارتدا دی کی تلقین کرے تاکہ وہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے۔ یہ بھی کافر ہے۔ مشرکین کی عید میں تعظیماً جائے یا مشرکین کو ان کے تھواروں میں تعظیماً تخفہ دینے سے بھی کفر عائد ہوتا

ہے اگرچہ ائمہ ہی ہو۔ کفار کے کاموں کو اچھا جانے سے بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے یعنی کہے کہ یہ فعل محسوسیوں اور کافروں کا بہت اچھا ہے کہ کھانے کے وقت کلام نہ کرنا۔ یا حیض کی حالت میں عورت کو پاس نہ رکھنا۔ مسلمان عورتیں اپنے بچوں کی چیچک نکلنے کے وقت جو بھونی سیتا وغیرہ پوجتی ہیں اور اس سے شفا چاہتی ہیں کافر ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ان کے شوہر بھی اس فعل سے راضی ہوں تو وہ بھی کافر ہو جاتے ہیں۔ حرام مال سے صدقہ دے کر امید ثواب کی رکھنا بھی کفر ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اسلام لانے کے بعد ان کلمات کو زبان پر لانے سے بہت بچیں اور اگر کبھی بتقاضا نے بشریت نکل جائیں تو فوراً تو بے کریں۔ ورنہ ساری عبادت نماز روزہ وغیرہ ضائع ہو جائے گی۔

س۔ باطنیہ کن کو کہتے ہیں؟

ج۔ باطنیہ ایک فرقہ ہے کہ جو اپنے آپ کو اہل باطن کہہ کر صوفیہ کے گروہ میں داخل کرتے ہیں۔ اسی کو باطنیہ بھی کہتے ہیں۔

س۔ اس فرقہ کا کیا عقیدہ ہے؟

ج۔ انکا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن اور احادیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو الفاظ کے ظاہر سے سمجھے جاتے ہیں۔ بلکہ قرآن اور حدیث کو اللہ تعالیٰ اور رسول اور اولیاء اللہ کے سوا اور کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ مثلاً اَقِيمُوا الصَّلَاةَ کا یہ معنی نہیں ہیں کہ نماز پڑھو قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ۔ یہ قیام، رکوع اور سجود تو محض بیکار ہیں۔ اس کی اصل اللہ تعالیٰ سے حضور قلب کے ساتھ صرف مناجات ہے۔ اسی طرح روزہ اس کا نام نہیں ہے کہ رمضان شریف میں اوقات معینہ کے اندر منع شدہ چیزوں سے رک جائے بلکہ نفس کو اس کی خواہشوں کے پورا کرنے سے روک لے اور زکوٰۃ کی اصل یہ ہے کہ مال کی محبت بالکل دل سے نکال ڈالے۔ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ چالیس درہم میں سے ایک سال بعد ایک درہم دے۔ اور حج سے مراد سیرالی اللہ ہے اور مناسک سے مراد سیر فی اللہ ہے۔ غرض ایسے ایسے معانی بیان کرنے سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اعمال ظاہری اور تکالیف خارجی کہ جن پر شریعت کا مدار ہے وہ باطل اور نامعقول ہیں۔

” گناہ ”

س۔ گناہ کی کتنی فرمیں ہیں؟

ج۔ گناہ کی دو فرمیں ہیں گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ۔

س۔ گناہ صغیرہ کے کہتے ہیں؟

ج۔ وہ گناہ جو بغیر توبہ کئے اعمال صالحہ سے ختم ہو جاتے ہیں۔

س۔ گناہ صغیرہ کیسے معاف ہوتے ہیں؟

ج۔ گناہ صغیرہ نیک کاموں سے حل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّمَا تَنْهَوُنَّ عَنِ الْكُفْرِ مَا لَمْ يَكُنْ مِّمَّا سَمِّيَّتُمْ ۚ وَمَاذَا خَلَقْتُمْ

مُذَخَّلًا لَّكُمْ بِمَا ﴿النساء: ۱۳﴾ اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے

رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر

دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

س۔ گناہ کبیرہ کے کہتے ہیں؟

ج۔ گناہ کبیرہ اس گناہ کو کہتے ہیں جس پر حد جاری کرنیکا حکم آیا ہو یا جن

پر لعنت۔ غصب۔ جہنم یا کسی بھی سزا کی وعید آئی ہو۔

س۔ گناہ کبیرہ کون کون سے ہیں؟

ج۔ مثلاً زنا کرنا چوری کرنا لواطت کرنا۔ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا۔ جادو کرنا۔ ماں باپ کو نا حق ستانا۔ حرم میں جن باتوں کی ممانعت کی گئی ہے وہاں کرنا۔ سور کا گوشت کھانا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ بلا عذر شرعی گواہی چھپانا۔ نماز نہ پڑھنا۔ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ قطع حمی کرنا۔ تول میں گھٹانا۔ مسلمانوں سے نا حق لڑائی کرنا۔ صحابہ پر لعن طعن کرنا۔ رشوت لینا۔ حکام کے رو برو چغل خوری کرنا۔ قدرت کے باوجود بھلائی کا حکم نہ دینا اور برائی سے نہ رو کرنا کسی جاندار کو آگ میں جلانا۔ عورت کا خاوند کی نافرمانی کرنا۔ مرد کا عورت پر ظلم کرنا۔ میاں بیوی میں لڑائی کرنا۔ علماء اور حفاظت کی اہانت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے نا امید ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف ہونا۔ کسی کو نا حق قتل کرنا۔ میدان جنگ سے فرار۔ یتیم کا مال ہڑپ کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ پا کدا من عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

شراب پینا۔ والدین کی نافرمانی کرنا وغیرہ۔

س۔ کبیرہ گناہ کتنے ہیں؟

ج۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول ستر (۷۰) ہیں بعض کے
نzdیک ستر سے بھی زیادہ ہیں۔

س۔ گناہ کبیرہ کس طرح مٹتے ہیں؟

ج۔ سچی توبہ سے گناہ کبیرہ مت جاتے ہیں۔

س۔ سچی توبہ کسے کہتے ہیں؟

ج۔ جس میں مندرجہ ذیل چیزیں جمع ہوں۔ ۱۔ گناہ کو ترک کر دے۔
۲۔ گناہ پر ندامت و شرمندگی محسوس کرے۔ ۳۔ دوبارہ گناہ نہ کرنے کا
عزم کرے۔ ۴۔ حقوق العباد معاف کروائے۔

س۔ توبہ کا دروازہ کب بند ہوتا ہے؟

ج۔ موت کا غرگرہ آنے پر اور ملک الموت کو دیکھنے کے بعد توبہ کا
دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جب سورج مغرب سے طلوع ہو گا تو اس
وقت زندہ لوگوں کیلئے توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

س۔ جو اہل تو حیدگناہ کبیرہ کرتے کرتے مر جائیں انہا کیا حکم ہے؟
 ج۔ ایسے لوگوں کے تین طبقے ہوں گے۔ ۱۔ وہ جن کی نیکیاں گناہوں پر
 بھاری ہوں گی یہ جنتی ہوں گے۔ ۲۔ وہ جن کی نیکیاں اور گناہ بر ابر ہوں
 گے ان کو جنت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرا یا جائے گا پھر اللہ ان کو جنت
 میں داخلے کی اجازت دیدے گا۔ ۳۔ وہ جن کے گناہ نیکیوں پر بھاری ہو
 جائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کا اقرار کروا کر ان کو بخش دے
 گا۔ یا ان کو جہنم میں داخل کیا جائیگا پھر شفاعت کے ذریعے ان کو جہنم
 سے نکال دیا جائے گا جہنم سے اس شخص کو بھی نکال دیا جائیگا جس نے
 صدق دل سے کلمہ پڑھا ہوگا۔

” مومن و فاسق ”

س۔ انسان کتنی قسم کے ہیں؟
 ج۔ انسان دو قسم کے ہیں کافر و مومن۔

س۔ مومن کس کو کہتے ہیں؟
 ج۔ مومن وہ ہے کہ جو کچھ محمد رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے پاس سے

لائے خواہ وہ حکم ہو یا خبر ان سب کو یقیناً حق جانے اور چے دل سے
مانے اور اس پر عمل کرے۔

س۔ مومن کتنی قسم کے ہیں؟

ج۔ دو قسم کے ہیں۔ مومن مطیع اور مومن عاصی۔

س۔ مومن مطیع کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ مومن مطیع وہ ہے کہ جو کچھ نبی ﷺ اپنے رب کے پاس سے
لائے تصدیق قلبی اور اقرار اسلامی کے ساتھ اس کے موافق عمل کرے۔

س۔ اقرار اسلامی یعنی ایمان کا زبان سے اقرار کرنا کیسا ہے؟

ج۔ یہ شرط ہے۔

س۔ اگر کوئی ساری عمر اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے اور یہ بھی دل میں
رکھے کہ بر وقت مطالبه اس ایمان مخفی کا اقرار نہیں کروں گا تو آیا یہ بھی
مومن ہے یا نہیں؟

ج۔ یہ شخص مومن نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنی نیت میں اقرار اسلامی سے
انکار کر رکھا ہے۔ مومن کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اپنے دل میں یہ بات

بھی رکھے کہ اگر کوئی اس سے مطالبه کرے تو وہ ایمان کا اقرار کرے گا۔

س۔ مومن عاصی کی کتنی فسمیں ہیں؟

ج۔ مومن عاصی کی دو فسمیں ہیں۔ مومن مشرک اور مومن فاسق۔

س۔ مومن مشرک کے کہتے ہیں؟

ج۔ وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو شریک کرے۔

س۔ مومن فاسق کے کہتے ہیں؟

ج۔ مومن فاسق کی دو فسمیں ہیں۔ ایک فاسق فی العقیدہ اور دوسرا فاسق

فی العمل۔ فاسق فی العقیدہ وہ ہے جو اہل سنت کے عقائد کا مخالف ہوا اس

کو گراہ اور بدعتی ناری بھی کہتے ہیں جیسے خارجی، رافضی، معتزلی وغیرہ۔

س۔ خارجی کے کہتے ہیں؟

ج۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے جس نے اختلاف پیدا کیا اور نیا گروہ

بنایا وہ خارجی فرقہ ہے۔ یہ فرقہ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں

نکلا۔ اس گروہ کے نکلنے اور حضرت علیؓ کے لڑائی لڑنے کی خبر نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دے دی تھی۔ اس گروہ میں عرب کے وہ لوگ تھے جو

پہلے حضرت علیؓ کے ساتھ تھے پھر سخت مخالفت اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے ان کو بہت قتل کیا ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت حسن اور حضرت حسین۔ اور حضرت معاذؓ وغیرہ کو یہ لوگ برآ جانتے ہیں۔ عذاب قبر، حوض کوثر اور شفاعت کے بھی منکر ہیں۔ اور ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مومن گناہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اگر بغیر توبہ کئے مر گیا تو ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے۔ امام برحق کی اطاعت سے خروج بھی انکے ہاں درست ہے۔

س۔ راضی کے کہتے ہیں؟

ج۔ یہ فرقہ بھی حضرت علیؓ کے عہد میں نکلا۔ ظاہر میں حضرت علیؓ کے دوستوں میں سے ہے اور اصل میں ان سے بالکل علیحدہ ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جن جن صحابہؓ کو مسئلہ خلافت میں اختلاف ہوا تھا یا انتظامی امور میں نزاع بڑھتے بڑھتے نوبت لڑائی کی آگئی تھی۔ وہ سب معاذ اللہ قرآن اور حدیث کے مخالف ہو کر مردود اور کافر ہو گئے۔ خصوصاً حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان غنیؓ حضرت عائشہؓ ام

المومنین حضرت عباس حضرت عبد اللہ بن عباس حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کے ساتھ تو انکو سخت عداوت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا خلافت کا موروٹی حق دار ہونا بھی انکا عقیدہ ہے۔ وغیرہ۔

س۔ معتزلہ کے کہتے ہیں؟

ج۔ یہ فرقہ فلسفیانہ خیالات کا پابند ہے۔ قرآن اور حدیث کو اسی کے موافق کرتا ہے شفاعة، میزان اور دید ابر الہی کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت حسن بصری تابعی کے زمانہ میں اس فرقہ کا خروج ہوا واصل بن عطاء اس فرقے کا موجود ہے۔

س۔ فاسق فی العمل کے کہتے ہیں؟

ج۔ فاسق فی العمل وہ ہے جو عقائد میں اہل سنت کے مخالف نہ ہو مگر عمل میں شریعت کا قصد ا خلاف کرتا ہو۔ مثلاً شراب پینے، دارہی منڈائے جو اکھیلے بد کاری کرے، چوری کرے، وغیرہ، مگر ان کو بر اجائے اور خود کو گنہگار سمجھئے۔

” سجدہ، قیام اور طواف ”

س۔ کیا صرف اللہ ہی کو سجدہ کیا جائے؟

ج۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرماتھے کہ ایک اونٹ نے آ کر آپ کو سجدہ کیا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔ ان سے زیادہ تو ہمارا حق ہے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ (مند احمد)

یعنی اگر درگاہوں پر شیر، ہاتھی اور بھیڑیے بھی حاضر ہونے لگ جائیں لیکن انسانوں کو ان کی نقاوی نہیں کرنی چاہئے انسان اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعظیم کر سکتا ہے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا مثلاً قبروں پر مجاور بن کر رہنا شرع شریف میں نہیں ہے اس لیے ہرگز ہرگز مجاور نہ بنا جائے گو اس قبر پر دن رات شیر بیٹھا رہتا ہو کیونکہ آدمی کو

جانور کی نقل کرنا مناسب نہیں ہے۔

حضرت قیس بن سعد رض کا بیان ہے کہ میں شہر حیرہ گیا میں نے وہاں کے لوگوں کو اپنے راجہ کو بجدہ کرتے ہوئے دیکھا میں نے دل میں کہا بلا شبہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کئے جانے کے زیادہ حقدار ہیں کہ ہم آپ کو بجدہ کریں فرمایا بھلا بتاتو سہی کہ اگر تو میری قبر پر گزرے تو کیا اس پر بجدہ کرے گا میں نے کہا نہیں فرمایا یہ کام بھی نہ کرو (ابوداؤد)

یعنی ایک نہ ایک دن میں بھی فوت ہو کر آغوش لحد میں جاسوؤں گا پھر میں سجدہ کے لاکٹ نہ ہوں گا۔ سجدہ کے لاکٹ تو وہی پاک ذات ہے جو لازوال ہے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ زندہ کو روائے اور نہ مردہ کو اور نہ کسی قبر کو روائے اور نہ کسی سخان کو کیونکہ زندہ ایک دن مرنے والا ہے اور مرا ہوا بھی کبھی زندہ تھا اور بشر تھا پھر مر کر الہ نہیں بن گیا بندہ ہی ہے۔

س۔ پہلی شریعتوں میں تعظیمی سجدہ جائز تھا اب کیا حرج ہے؟

ج۔ پہلے دینوں میں مخلوق کو بھی سجدہ روا تھا مثلاً فرشتوں نے حضرت

آدم ﷺ کو سجدہ کیا تھا اگر ہم بھی کسی بزرگ کو تعظیمی سجدہ کریں تو اس سے شرک ثابت ہو جاتا ہے ایمان نکل جاتا ہے۔
س۔ کیا قبروں اور بتوں کا طواف جائز ہے۔

ج۔ عرب میں ایک قوم تھی جس کو دوس کہا جاتا تھا جامیت میں ان کا ایک بٹ تھا جس کو ذوالخلصہ کہا جاتا تھا عہد رسالت میں اس کو توڑ دیا گیا تھا آپ ﷺ نے پیشیں کوئی کی کہ قیامت کے قریب لوگ اس بٹ کو پھر مانے لگیں گے اور دوس کی عورتیں اس کا طواف کریں گی آپ ﷺ کو ان کے سرین ہلتے ہوئے نظر آئے معلوم ہوا کہ بیت اللہ کے علاوہ کسی اور قبر یا گھر وغیرہ کا طواف کرنا شرک اور کافرانہ رسم ہے۔
س۔ کیا لوگوں کو تعظیماً سامنے کھڑا رکھنا منوع ہے؟

ج۔ جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ لوگ اس کے سامنے با ادب ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہیں، نہ پلیں جلیں، نہ ادھرا دھر دیکھیں اور نہ یوں چالیں بلکہ بٹ بنے ہوئے کھڑے رہیں وہ دوزخی ہے کیونکہ وہ الہیت کا دعویدار ہے کہ جو تعظیم اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص

ہے وہی اپنے لیے چاہتا ہے نماز میں نمازی ہاتھ باندھ کر چپ چاپ ادھر ادھر دیکھے بغیر کھڑے ہوتے ہیں اور قیام اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے معلوم ہوا کہ کسی کے سامنے ادب و تعظیم کی غرض سے کھڑا ہونا جائز اور شرک ہے۔

”تصرف“

س۔ مشرکوں کا اللہ تعالیٰ کے تصرف کے بارے میں کیا عقیدہ تھا؟ ج۔ اگر مشرکوں سے بھی پوچھا جائے کہ کائنات عالم میں وہ کون ہے جس کا تصرف و اختیار ہے اور جس کے مقابلے پر کوئی کھڑا نہ ہو سکے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کو بتائیں گے پھر غیروں کا ماننا دیوانگی نہیں تو اور کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں بخشی اور نہ ہی کوئی کسی کا حمایتی ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں عہد رسالت کے مشرک بھی بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ انہیں اسی کے بندے اور مخلوق سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان میں الہی قوتیں نہیں ہیں مگر انہیں پکارنا، ان کی منتیں مانا، ان پر

بھینٹ چڑھانا اور انہیں وکیل اور سفارشی سمجھنا ہی ان کا شرک تھا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی سے ایسا ہی برتاؤ کرے اگرچہ اسے بندہ اور مخلوق ہی سمجھتا ہو، وہ اورابو جہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔

س۔ کیا انہیاء کو دنیا میں تصرف کی قدرت دی گئی ہے؟

ج۔ انہیاء کو تصرف عالم کی قدرت نہیں دی گئی ہے کہ جسے چاہیں مار ڈالیں یا پیٹا بیٹھی دے دیں یا آئی بلا ٹال دیں یا مرادیں بر لائیں یا فتح و شکست دے دیں یا تو نگر بنادیں یا فقیر و فلاش کر دیں یا کسی کو با دشاد بنا دیں اور کسی کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دے دیں کسی کے دل میں ایمان ڈال دیں اور کسی سے چھین لیں۔ کسی بیمار کو تندرست یا تندرست کو بیمار کر دیں یہ اللہ ہی کی شان ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چھوٹا، بڑا یہ کام کرنے سے عاجز ہے اور عاجزی میں سب برابر ہیں۔

س۔ کیا انہیاء بھی بے بس ہیں؟

ج۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے کہتا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ میں تمہارے نفع و نقصان پر اختیار نہیں رکھتا۔ میرے امتی ہونے کی وجہ سے تم لوگ

مغرور ہو کر یہ خیال کر کے حد سے نہ بڑھنا کہ ہمارا پا یہ مضبوط ہے ہمارا
وکیل زبردست اور ہمارا شفیع بڑا محبوب ہے ہم جو چاہیں کریں وہ ہمیں
اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچائے گا کیونکہ میں تو خود ہی ڈرتا ہوں اور
اللہ کے سوا کہیں پناہ گاہ نہیں دیکھتا دوسروں کو کیا بچا سکوں گا معلوم ہوا
کہ جو عوام پیروں پر بھروسہ کر کے اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور حکم
عدولی کرتے ہیں، واقعتاً گمراہ ہیں کیوں کہ سرکار رسالت دن رات
اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور اس کی رحمت کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہیں
جانتے تھے بھلا کسی اور کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

س۔ پیغمبروں کا کیا کام ہے؟

ج۔ پیغمبروں کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ برے کاموں کے انجام سے
خبردار کر دیں اور نیک کاموں پر خوش خبری سنادیں، یہ بات بھی انہیں
کو فائدہ پہنچاتی ہے جن کے دلوں میں یقین ہو اور یقین پیدا کرنا اللہ
ہی کا کام ہے۔

س۔ اولیاء کا اصل کام کیا ہے؟

ج۔ اولیاء کا اصل کام یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور جن اچھے، برے کاموں سے واقف ہیں ان سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں اللہ پاک نے ان کی تبلیغ میں تاثیر رکھی ہے۔ بہت لوگ ان کی تبلیغ سے سیدھی راہ پر آ جاتے ہیں۔

س۔ کیا اولیاء اللہ کے بارے میں تصرف کا عقیدہ رکھنا شرک ہے؟
 ج۔ بعض لوگ اولیاء اللہ کی اللہ تعالیٰ کی سی تعظیم کرتے ہیں اولیاء اللہ قطعی ہے بس ہیں روزی پہنچانے میں ان کا کچھ بھی حصہ نہیں نہ آسمان سے مینہ بر سا سکیں اور نہ زمین سے کچھ اگاسکیں انہیں کسی طرح کی بھی سکت نہیں معلوم نہیں عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ بزرگوں کو عالم میں تصرف کی تو قدرت ہے مگر تقدیر الہی پر شاکر ہیں ادب سے دم نہیں مارتے ورنہ اگر چاہیں تو کائنات کو زیر وزبر کر دیں لیکن شرکے فساد کا خیال کر کے چپ ہیں یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔ کائنات میں نہ انہیں بالفعل دخل ہے نہ بالقوہ یعنی ان میں اس قسم کے تصرف کی صلاحیت و قدرت ہی نہیں اور ان کے بارے میں تصرف کا عقیدہ رکھنا

شرک ہے۔

س۔ کیا مخلوق میں سے کسی کو تصرف کا حق حاصل ہے؟
 ج۔ جس مشرک سے پوچھا جائے کہ ایسی شان کس کی ہے جس کے اختیار و تصرف میں ہر چیز ہے جو چاہے کرے اس کا ہاتھ کوئی پکڑنے والا نہ ہو اور کوئی اس کی بات ٹال نہ سکے تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر دوسروں سے مراد یہ مانگنا پاگل پن ہوا معلوم ہوا کہ عہد رسالت میں بھی لوگ اس بات کے قائل تھے کہ اللہ کے برابر اور مقابلے کا کوئی نہیں مگر بتوں کو اپنا وکیل سمجھ کر پوجتے تھے اور ان سے مانگتے تھے اسی وجہ سے مشرک ہوئے آج بھی اگر کوئی اس عالم میں کسی مخلوق کے تصرف کا قائل ہو اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کی عبادت کرے تو مشرک ہو جائے گا گواں کو اللہ تعالیٰ کے برابر نہ سمجھتا ہو اور اس کے مقابلے کی طاقت اس میں نہ جانتا ہو۔

س۔ زمین و آسمان میں بننے والوں کی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے؟

ج۔ انسان ہو یا فرشتہ اللہ تعالیٰ کا غلام ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا اس سے زیادہ رتبہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور عاجزو بے بس ہے اس کے اختیار میں کچھ نہیں سب کچھ مالک الملک کے اختیار میں ہے وہی سب پر قابض و متصرف ہے کسی کو کسی کے قبضے میں نہیں دیتا اس کے سامنے حساب و کتاب کے لیے ہر شخص حاضر ہونے والا ہے وہاں نہ کوئی کسی کا وکیل بنے گا اور نہ حمایتی۔

”نفع و نقصان“

س۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہے؟
 ج۔ مشرک جن کے پرستار ہیں وہ بالکل بے بس ہیں۔ ان میں نہ کسی کوفا نکدہ پہنچانے کی قدرت ہے اور نہ نقصان کی اور ان کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہماری سفارش کریں گے، غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتائی نہیں، پھر کیا تم آسمان وزمین کی باتوں کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ جانتے ہو جو تم کہتے ہو کہ وہ ہمارے سفارشی ہوں گے۔

س۔ کیا سفارشیوں میں نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت ہے؟

ج۔ کائنات میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اگر اس کو مانا جائے تو وہ فائدہ پہنچائے اگر نہ مانا جائے تو نقصان پہنچائے بلکہ انیاء اور اولیاء کی سفارش بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ آڑے وقت ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا سفارش سمجھ کر پوچھ وہ بھی مشرک ہے۔

س۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تکلیف کیوں پہنچاتا ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی ایمان والوں کی آزمائش فرماتا ہے مومن کو بقدر ایمان آزمایا جاتا ہے۔ کبھی بروں کے ہاتھوں سے نیکوں کو تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں تاکہ مخلصوں اور منافقوں میں تمیز ہو جائے لہذا جس طرح بظاہر پارساوں کو نافرمانوں سے اور مسلمانوں کو کافروں سے اللہ کے ارادے سے تکلیفیں پہنچ جاتی ہیں اور وہ صبر ہی سے کام لیتے ہیں تکلیفوں سے گھبرا کر ایمان نہیں بگاڑتے۔ اس طرح کبھی کبھی نیک لوگوں کو جنوں اور شیطانوں سے اللہ کے حکم سے تکلیف پہنچ جاتی ہے، لہذا اس پر صبر و تحمل سے کام لیا جائے اور تکلیف کے اندیشے سے انہیں

ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بنانا چاہیے۔

س۔ اللہ تعالیٰ بندے کو کیسے آزماتا ہے؟

ج۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان شرک میں مبتلا ہوتا ہے اور غیر اللہ سے مرادیں مانگتا ہے لیکن اللہ پاک اس پر جمٹ تمام کرنے کے لیے اس کی مرادیں برداشتا ہے لیکن وہ یہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ میں بھی راہ پر ہوں غیر اللہ کا ماننا صحیح ہے ورنہ مرادیں پوری نہ ہوتیں لہذا مرادوں کے ملنے نہ ملنے پر بھروسہ مت کرو اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا سچا دین یعنی تو حیدر چھوڑو۔

س۔ اگر کسی کو شیطان کی طرف سے تکلیف پہنچ تو کیا کرے؟

ج۔ اگر کوئی شخص شرک سے تنفر ہو کر غیر اللہ کو چھوڑ دے ان کی نذر و نیاز کی ندمت کرے اور غلط رسماں کو مٹائے پھر اس راہ میں اس کو کچھ مالی یا جانی نقصان پہنچ جائے یا کوئی شیطان اسے کسی پیر و شہید کے نام سے ستانے لگے تو وہ یہ سمجھ لے کہ اللہ پاک میرا ایمان آزمار ہا ہے اس لیے اسے خندہ پیشانی سے سہ لیتا چاہیے اور ایمان پر قائم رہنا چاہیے

یاد رکھو جس طرح اللہ پاک ظالموں کو ڈھیل دے کر پکڑتا ہے اور مظلوموں کو ان کے پچھے استبداد سے چھڑاتا ہے اسی طرح ظالم جنوں کو بھی وقت آنے پر پکڑے گا اور پرستار ان تو حید کو ان کے ظلم سے نجات بخشنے گا۔

س۔ مسلمان کو ظاہری و باطنی تکلیف پر کیا کرنا چاہیے؟
 ج۔ وہ اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ کوئی جن یا شیطان اسے ستائے گا جس طرح مسلمانوں کو ظاہری مصائب پر صبر کرنا چاہیے اور ان سے ڈر کر اپنے ایمان کو نہ بگاڑنا چاہیے اسی طرح باطنی تکلیفوں پر بھی (جن وغیرہ کی ایذہ اوس پر بھی) صبر سے کام لینا چاہیے۔ ان سے ڈر کر اپنے ایمان کو نہ بگاڑنا چاہیے یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ درحقیقت ہر چیز خواہ تکلیف ہو یا آرام اللہ کے اختیارات میں ہے۔

” فذر ”

س۔ کیا غیر اللہ کے نام کی چیز حرام ہے؟
 ج۔ جس طرح سور، خون اور مردار حرام ہے اسی طرح وہ جانور حرام

ہے جو گناہ کی صورت میں ہو کہ اللہ کے نام کا نہیں بلکہ کسی اور کے نام کا ہے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی مخلوق کے نام پر نامزد کر دیا جائے وہ حرام و ناپاک ہے مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ یہ سید احمد بیگ کی گائے، یہ شیخ سد و کا بکرا ہے وغیرہ وغیرہ قرآن میں صرف اس بات کا بیان نہیں کہ وہ جانور جب ہی حرام ہو گا جب ذبح کرتے وقت اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے بلکہ محض نامزد کرنے ہی سے حرام ہو گیا اگر کوئی جانور مرغی ہو یا بکری، اونٹ ہو یا گائے کسی مخلوق کے نام کا کر دیا جائے خواہ ولی کے نام کا ہو یا نبی کے باپ و دادا کے نام کا ہو یا پیر و شیخ کے نام کا ہو یا جن کے نام کا۔ وہ قطعی حرام و ناپاک ہے اور ان کے نام کرنے والا مشرک ہے۔

س۔ کیا جانور کسی کے نام کیا جاسکتا ہے؟

ج۔ یہ باتیں شرعی نہیں ہیں رسمی ہیں کسی جانور کو کس کے نام کا ٹھہر ا دینا اور اس پر علامت لگا دینا اور یہ مقرر کرنا کہ فلاں کی نیاز گائے، فلاں کی بکری اور فلاں کی مرغی ہی ہوتی ہے یہ سب جاہلانہ رسمیں ہیں اور

شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔

س۔ نذر کیسے پوری کرنی چاہیے؟

ج۔ حضرت ثابت بن ضحاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عہد رسالت میں یہ نذر مانی کہ بوانہ جا کر اونٹ نحر کروں گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر آپ کو اپنی نذر کی خبر کی۔ فرمایا جاہلیت کے ستخانوں میں سے کوئی ستخان تو وہاں نہیں تھا؟ صحابی نے کہا نہیں فرمایا وہاں کوئی تھوار تو نہیں منایا جاتا تھا بولے نہیں فرمایا، اپنی نذر کو پورا کر کیوں کہ اس نذر کو پورا کرنا منع ہے جس میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو (ابوداؤد) معلوم ہوا کہ اللہ کے سو اکسی اور کی منت ماننا گناہ ہے ایسی منت کو پورا نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ یہ بات خود گناہ ہے پھر اسے پورا کرنا اور گناہ پر گناہ ہو گا یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ غیر اللہ کے نام پر جانور چڑھائے جاتے ہوں یا غیر اللہ کی پوجا پاٹ ہوتی ہو یا جمع ہو کر شرک کیا جاتا ہو وہاں اللہ کے نام کا بھی جانور نہ لے جایا جائے اور ان میں شرکت نہیں کرنی چاہیے خواہ اچھی نیت ہو یا بری کیونکہ ان میں

شرکت خود مستقل بری بات ہے۔

س۔ مشرک حلال و حرام میں اللہ تعالیٰ پر کیسے افتراء باندھتا ہے؟
 ج۔ لوگوں اپنی طرف سے حلال و حرام مقرر نہ کرو یہ اللہ تعالیٰ ہی کی
 شان ہے اور اس طرح کہنے سے اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے یہ خیال کرنا
 کہ اگر فلاں کام اس طرح کیا جائے گا تو ٹھیک ہو جائے گا اور نہ اس
 میں گڑ بڑ ہو جائے گی غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ کر انسان
 کا میابی حاصل نہیں کر سکتا معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ کہ محرم میں پان نہ کھایا
 جائے، لال کپڑے نہ پہنے جائیں، حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ
 کھائیں ان کی نیاز میں فلاں فلاں تر کاریوں کا ہونا ضروری ہے مسی
 بھی ہو، حتاً بھی ہو اس کو لوٹدی، پہلے خاوند کی وفات یا طلاق کے بعد
 دوسرا نکاح کر لینے والی عورت، نجع قوم اور بد کار نہ کھائے شاہ
 عبدالحق صاحب کا تحفہ حلوہ ہی ہے اس کو احتیاط سے بناؤ اور حلقہ پینے
 والے کونہ کھلاو شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی ہے بوعلی قلندر کی نیاز سو یاں
 اور اصحاب کھف کی گوشت روٹی ہے شادی کے موقعہ پر فلاں فلاں

موت و غمی کے موقعہ پر فلاں فلاں رسموں کا انجام دینا ضروری ہے
شوہر کی موت کے بعد نہ شادی کرو، نہ شادی میں بیٹھونہ اچار ڈالو
فلاں نیلا کپڑا اور سرخ کپڑا نہ پہنے، یہ سب با تین شرک ہیں مشرک
اللہ کی شان میں اپنا دخل دیتے ہیں اور اپنی الگ شریعت گھٹر رہے ہیں
”بھروسا“

س۔ ہمیں کس پر بھروسہ کرنا چاہیے؟

ج۔ عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا انسان نے دل کو تمام را ہوں کے پیچھے لگا دیا تو اللہ پاک اس کی
پرواہ نہ کرے گا کہ کون سے میدان میں تباہ کیا گیا اور جو اللہ پر بھروسہ
کرے اللہ پاک اسے تمام میدانوں میں کافی ہو جائے گا۔ اس لئے
ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے (ابن ماجہ)

س۔ اللہ پر بھروسہ کرنے والے کے ساتھ اللہ کیا سلوک کرتا ہے؟
ج۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتا ہے کسی خیال کے پیچھے نہیں
دوڑتا وہ اللہ عزوجل کا مقبول بندہ ہے اس پر ہدایت کی راہیں کھل

جاتی ہیں اور اس کے قلب کو ایسا چین و آرم میسر آ جاتا ہے کہ خیالات کے پیچھے دوڑنے والوں کو وہ چین ہرگز نصیب نہیں ہوتا تقدیر کا لکھا تو پورا ہی ہوتا ہے مگر خیالات کے پیچھے لپکنے والا خواہ مخواہ بیچ و تاب کھاتا رہتا ہے اور تو کل والے کو آرام مل جاتا ہے۔

س۔ غیر اللہ پر بھروسہ کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیا سلوک کرتا ہے؟

ج۔ جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے یا اسے کسی چیز کی طلب ہوتی ہے تو اس کے خیالات چاروں طرف دوڑتے ہیں کہ فلاں نبی کو یا فلاں امام کو یا فلاں پیر کو یا فلاں رمال سے یا کاہن سے یا جفار سے پوچھا جائے یا فلاں مولوی سے فال کھلواتی جائے پھر جو کوئی ہر خیال کے پیچھے دوڑتا ہے اللہ پاک اس سے اپنی قبولیت والی نگاہ پھیر لیتا ہے اس کو اپنے مخلص بندوں میں شمار نہیں فرماتا اور اس کے ہاتھ سے اللہ کی تربیت وہدایت کی راہ جاتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ ان خیالات کے پیچھے دوڑتا ہوا تباہ ہو جاتا ہے کوئی دہریہ بن جاتا ہے کوئی

ملحد، کوئی مشرک اور کوئی سب کا منکر ہو جاتا ہے۔

”شفاعت“

س۔ کیا اللہ تعالیٰ سفارش قبول کرنے پر مجبور ہے؟

ج۔ آڑے وقت کسی سے مراد مانگنا اور جس سے مراد مانگی ہے اس کا مراد کو برلانا کئی طرح ہے۔ جس سے مراد مانگی ہے وہ خود مالک ہو یا اس کا سا جھی ہو یا اس کا مالک پر دباؤ ہو جیسے بادشاہ دیگر امراء کا کہنا مان لیتا ہے کیونکہ وہ ارکین سلطنت ہیں اور ان کے ناراض ہونے سے حکومت کا انظم و نظم گزرتا ہے یا وہ مالک سے سفارش کرے اور مالک کو اس کی سفارش ماننی ہی پڑتی ہے خواہ دل سے مانے یا نہ مانے مثلاً شہزادیوں سے یا بیگمات سے بادشاہ کو محبت ہوتی ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے ان کی سفارش ردنیں کی جاتی اب غور کرو کہ مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن بزرگوں کو پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں نہ تو وہ کائنات میں ممحصر کے ایک پر کے مالک ہیں نہ ان کا رتی بھر سا جھا ہے نہ الہی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے

معین و مددگار کہ ان سے دب کر اللہ تعالیٰ ان کی بات مان لے اور نہ بلا اجازت الہی سفارش کے لیے بہلا سکتے ہیں کہ خواہ مخواہ اس سے کچھ دلادیں۔

س۔ شفاعت و جاہت کے کہتے ہیں؟

ج۔ عوام انبیاء اور اولیاء کی شفاعت پر نازاں ہیں اور شفاعت کے غلط معنی سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں درحقیقت شفاعت کے معنی سفارش کے ہیں دنیا میں سفارش کی کئی صورتیں ہیں مثلاً بادشاہ کی نگاہ میں چور کی چوری ثابت ہو جائے اور کوئی امیر یا وزیر اس کی سفارش کر کے سزا سے بچالے بادشاہ تو چور کو سزا ہی دینا چاہتا تھا جیسا کہ آئین حکومت ہے مگر امیر سے دب کر اسے چھوڑ دیتا ہے کیونکہ امیر رکن سلطنت ہے اور اس کی وجہ سے سلطنت میں دن رات ترقی ہو رہی ہے بادشاہ یہ خیال کر کے کہ اس امیر کو ناراض نہیں کرنا چاہیے ورنہ حکومت کے اقلم و نق میں گڑ بڑ پیدا ہو جائے گی اور غصے کو پی جانا عین مناسب ہے وہ چور کو معاف فرمادیتا ہے اس قسم کی سفارش کو شفاعت و جاہت

کہا جاتا ہے یعنی امیر کی جاہ و عزت کی وجہ سے اس کی بات مانی گئی۔

س۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت وجاہت ممکن ہے؟

ج۔ اللہ عز وجل کے حضور شفاعت وجاہت قطعی طور پر ناممکن ہے جو شخص کسی غیر اللہ کو اس قسم کا شفیع مان لے وہ قطعی مشرک ہے اور بڑا جاہل ہے اس نے اللہ کے معنی سمجھے نہیں اور شہنشاہ کی قدر و منزلت پہچانی ہی نہیں اس شہنشاہ (باری تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو لفظ کن سے کروڑوں نبی، ولی، جن، فرشتے، جبریل اور محمد ﷺ کے برابر ایک آن میں پیدا کر دے اور ایک دم میں عرش سے فرش تک ساری کائنات کو زیر وزیر کر دے اور ایک دوسرا عالم پیدا کر دے اس کے تو ارادے ہی سے ہر چیز پیدا ہو جاتی ہے اسے مادے کی اور سامان کی حاجت ہی نہیں اگر آدم سے لے کر قیامت تک کے تمام انسان اور جن جبریل و پیغمبر جیسے ہو جائیں تو ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں کچھ بھی رونق نہ بڑھے گی اور اگر سب شیطان و دجال بن جائیں تو اس کی حکومت کی کچھ رونق بھی نہ گھٹے گی وہ ہر حال میں

تمام بڑوں کا بڑا اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے نہ کوئی اس کا کچھ بگاڑ سکے اور نہ بناتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے میرے بندو! اگر تم میں سے سب انسان اور جن جو پہلے گزر چکے اور جو آئندہ پیدا ہوں گے اس شخص کی طرح نیک ہو جاتے جو تم میں سب سے زیادہ متمنی ہے تو یاد رکھو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی اضافہ نہ ہوتا۔ اے میرے بندو! اگر تم سب انسان اور جن جو پہلے گزر چکے اور جو آئندہ ہوں گے اس شخص کی طرح بد کار ہو جاتے جو تم میں سے سب سے زیادہ بد کار ہے، تو اس سے میری سلطنت میں کچھ بھی کمی نہ آتی۔

س۔ شفاعت محبت کے کہتے ہیں؟

ج۔ شفاعت محبت یہ ہے کہ کوئی شہزادہ، بیگم یا بادشاہ کا محبوب کھڑا ہو جائے اور چور کو سزا نہ دینے دے بادشاہ اس کی محبت کی وجہ سے اسے ناراض نہ کرنا چاہے اور چور کو معاف فرمادے اس کی سفارش کو شفاعت محبت کہا جاتا ہے بادشاہ نے اس کی محبت سے مجبور ہو کر اس

خیال سے کہ محبوب کی ناراضگی سے خود مجھے تکلیف پہنچے گی محبوب کی بات مان لی۔

س۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت محبت ممکن ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں شفاعت محبت ناممکن ہے اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی پکا مشرک اور زرا جاہل ہے وہ شہنشاہ اپنے بندوں کو کتنا ہی نوازے کسی کو حبیب، کسی کو خلیل، کسی کو کلیم، کسی کو روح اللہ اور کسی کو وجیہ اللہ کا خطاب عطا فرمائے اور کسی کو رسول کریم مکملین، روح القدس اور روح الامین کے معزز الاقاب سے نوازے مگر مالک، مالک ہی ہے اور غلام، غلام ہی ہے ہر ایک کا اپنا مقام ہے جس سے آگے وہ نہیں بڑھ سکتا غلام جس طرح اسکی رحمت سے متاثر ہو کر مسرت سے جھومتا ہے اسی طرح اس کی ہیبت سے بھی اس کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔

س۔ شفاعت بالاذن کے کہتے ہیں؟

ج۔ شفاعت بالاذن یہ ہے کہ چور کی چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ پیشہ

ورچور نہیں ہے، بد قسمتی سے اس سے چوری تو ثابت ہو گئی شرم کے مارے پانی پانی ہے، ندامت سے سر جھکا ہوا ہے دن رات سزا کا خوف اسے کھا رہا ہے آئین کی حرمت کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے اور خود کو سیاہ کار، گنہگار اور سزا کا مستحق سمجھ رہا ہے بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر یا وزیر کا رخ نہیں کرتا اور اس کے مقابلے میں کسی کی حمایت کا قائل نہیں، شب و روز بادشاہ ہی کامنہ تک رہا ہے کہ سرکار عالیٰ کے یہاں سے اس خطا کا رگنہگار کے لیے کیا سزا تجویز ہوتی ہے بادشاہ کو اس کے حال زار پر ترس آ جاتا ہے، اور اس سے درگز رکنا چاہتا ہے مگر حرمت آئین کا لحاظ رکھنا چاہتا ہے کہ کہیں قانون کا احترام لوگوں کی نگاہ سے گرنہ جائے اب کوئی امیر یا وزیر بادشاہ کا اشارہ پا کر سفارش کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے بادشاہ اس امیر کی عزت افزائی کے لیے بظاہر اس کی سفارش کا نام کر کے چور کا قصور معاف فرمادیتا ہے امیر نے چور کی اس لئے سفارش نہیں کی کہ وہ اس کارشنہ دار یا دوست آشنا ہے یا اس کی حمایت کا اس نے ذمہ لے لیا تھا بلکہ محض بادشاہ کی

مرضی دیکھ کر سفارش کے لیے کھڑا ہوا ہے کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ کہ چوروں کا حمایتی اس قسم کی سفارش کو شفاعت بالاذن (اجازت و مرضی سے سفارش) کہا جاتا ہے دربارِ الہی میں اس قسم کی سفارش ہو گی قرآن پاک میں جس نبی یا ولی کی شفاعت کا بیان ہے وہ یہی شفاعت ہے۔

س۔ کیا قیامت کے دن قرابت کام نہیں دے سکے گی؟

ج۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب آیت (وانذر عشیر تک الاقربین) (اپنے قربی رشتہ داروں کو ڈراؤ) اتری تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتہ داروں کو بلا کر فرمایا کہ اے اولادِ کعب بن لوی اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا اے اولادِ مرحہ بن کعب اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا اے اولادِ عبد مناف اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ نہ آسکوں گا اے اولادِ عبد مناف اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ

کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے اولاد ہاشم! اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اے اولاد عبد المطلب اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا اے فاطمہ اپنی جان کو عذاب سے بچالے مجھ سے میرا مال لے لے جو کچھ تجھے چاہیے کیونکہ میں اللہ کے عذاب سے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا (بخاری و مسلم) یعنی جو لوگ کسی بزرگ کے رشتہ دار ہوتے ہیں انہیں بزرگوں کی حمایت کا بھروسہ ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ مغروہ رہ کر نذر ہو جاتے ہیں اسی لیے اللہ پاک نے اپنے محبوب پیغمبر سے فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں کو ہوشیار کر دیں۔ آپ ﷺ نے ایک ایک کو یہاں تک کہ اپنی لاڈلی صاحبزادی کو بھی صاف صاف بتا دیا کہ حق قرابت اسی چیز میں ممکن ہے جو انسان کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں میرا مال ہے اس کے دینے میں بخل سے کام نہیں لیتا لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں کسی کی بھی حمایت نہیں کر سکتا

اور کسی کا بھی وکیل نہیں بن سکتا ہر شخص قیامت کے لیے اپنی اپنی تیاری کر لے اور دوزخ سے بچنے کی آج ہی فکر کر لے معلوم ہوا کہ کسی بزرگ کی رشته داری اللہ تعالیٰ کے ہاں کام آنے والی نہیں جب تک انسان خود نیک عمل نہ کرے بیڑا پار ہونا مشکل ہے۔

س۔ کیا اللہ تعالیٰ کو سفارشی بنایا جا سکتا ہے؟

ج۔ ایک دفعہ عرب میں قحط پڑ گیا، بارش بند ہو گئی ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کے پاس آ کر لوگوں کی حالت زار بیان کی اور آپ سے دعا کو کہا اور یہ بھی کہا کہ ہم آپ کی سفارش اللہ کے پاس چاہتے ہیں اور اللہ کی سفارش آپ کے پاس چاہتے ہیں یہ بات سن کر آپ ﷺ کے رعب اور خوف سے کانپنے لگے اور آپ ﷺ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے کلمات آگئے حاضرین مجلس کے چہروں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت سے تغیر کے آثار پیدا ہو گئے پھر آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو سمجھایا کہ اختیارت تو مالک ہی کا ہے اگر مالک سفارش کی وجہ سے کام کر دے تو اس کی مہربانی ہے جب یہ کہا گیا کہ ہم اللہ کو پیغمبر

کے پاس سفارشی بنا کر لائے تو گویا مالک و مختار پیغمبر کو بنا دیا گیا حالانکہ یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے آئندہ اس قسم کا کلمہ زبان سے نہ نکالنا اللہ تعالیٰ کی شان بہت ہی بڑی ہے تمام انبیاء اور اولیاء اس کے سامنے ایک ذرہ سے بھی کمتر ہیں تمام آسمان اور زمین کو اس کا عرش ایک گنبد کی طرح گھیرے ہوئے ہے عرش باوجود یہ کہ اتنا بڑا ہے مگر پھر بھی اس شہنشاہ کی عظمت کو نہیں سنجھاں سکتا اور چرچہ ارہا ہے مخلوق کے تصور میں اس کی عظمت نہیں آ سکتی اور اس کی عظمت کو اپنے خیالات سے ادا بھی نہیں کر سکتا اس کے کام میں دخل دینا اور اس کی عظیم سلطنت میں ہاتھ ڈالنا تو درکنار۔ وہ شہنشاہ بلا فوج اور لشکر کے اور بلا وزیر و مشیر کے ایک آن میں کروڑ ہا کام کر دیتا ہے بھلا وہ کسی کے پاس آ کر سفارش کیوں کرے؟ اور کون اس کے سامنے مختار بن سکتا ہے سبحان اللہ تمام انسانوں میں سب سے افضل انسان محبوب الہی احمد مجتبی رسول اللہ ﷺ کی تو یہ حالت کہ ایک دیہاتی کے منہ سے ایک نامعقول بات نکل گئی تو آپ ﷺ کے دہشت کے مارے ہوش اثر

گئے اور آپ عرش تا فرش اللہ تعالیٰ کی جو عظمت بھری ہوئی ہے اس کا
بیان کرنے لگے۔

” وسیلہ ”

س۔ کیا اللہ تعالیٰ زمینی بادشاہوں جیسا ہے؟
 ج۔ اللہ تعالیٰ شہنشاہ حقیقی ہے زمینی بادشاہوں کی طرح مغروز نہیں کہ
 کوئی کتنا ہی سرمارے مگر غور کے مارے اس کی طرف توجہ ہی نہ
 کرے اسی لیے رعایا بادشاہوں سے براہ راست سوال نہیں کرتی بلکہ
 بواسطہ امراء سوال کرتے ہیں تاکہ انہیں کی خاطر درخواست منظور ہو
 جائے مگر اللہ کی یہ شان نہیں وہ تو انتہائی لطف و کرم والا اور بڑا ہی
 مہربان ہے اس تک پہنچنے میں کسی کی وکالت کی ضرورت ہی نہیں کہ اللہ
 تعالیٰ کو اس کا خیال آئے وہ تو فرد افراد اہر ایک کا خیال رکھتا ہے سب کو
 یاد رکھتا ہے خواہ کوئی سفارش کرے یا نہ کرے وہ پاک و بلند و برتر ہے
 اور اس کا دربار دنیا کے بادشاہوں جیسا نہیں کہ رعایا کی وہاں تک
 رسائی نہ ہو سکے اور امراء ہی رعایا پر حکم چلا کیں اور رعایا کو ان کے

احکام ماننے ہی پڑیں بلکہ یہ الہی دربار ہے اور وہ اپنے بندوں سے
قریب تر ہے جو معمولی سا معمولی انسان اس کی طرف دل سے متوجہ ہو
وہی اُسکی رحمت کو اپنے سامنے پالے۔ اپنی ہی غفلت کے حجاب کے
سو اکوئی اور حجاب ہی نہیں۔

س۔ کیا اللہ تعالیٰ کو دنیوی بادشاہوں کی طرح سمجھا جائے؟
ج۔ اللہ تعالیٰ کو دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ سمجھو کہ بڑے کام تو خود
کرتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے کام نو کروں سے کرواتے ہیں اس
لیے لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں میں نو کروں سے انتباہ کرنی پڑتی
ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کارخانہ ایسا نہیں ہے وہ قادر مطلق تو پلک
چھکنے میں بے شمار چھوٹے بڑے کام ٹھیک فرمادیتا ہے اس کی سلطنت
میں کوئی شریک اور سا جھی نہیں اس لیے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی برآہ
راست اس سے مانگو کیوں کہ اس کے سواتو کوئی اور نہ چھوٹی چیز دے
سکتا ہے اور نہ بڑی۔

س۔ کیا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قریب ہے؟

ج۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سب سے زیادہ قریب ہے اگر کوئی اس سے دور ہے تو محض اپنی غفلت کی وجہ سے دور ہے ورنہ مالک سب سے نزدیک ہے پھر جو کوئی کسی نبی یا ولی کو اس لیے پکارتا ہے کہ وہ اس کو اللہ تعالیٰ سے قریب کر دیں تو یہ نہیں سمجھتا کہ نبی ولی تو پھر بھی اس سے دور ہیں اللہ تعالیٰ تو اس سے بہت ہی قریب ہے، اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک غلام بادشاہ کے پاس تھا ہے بادشاہ اس کی درخواست سننے کے لیے ہمہ تن متوجہ ہے لیکن وہ کسی امیر کو آواز دے کر پکارتا ہے کہ جناب بادشاہ کے حضور میں میری عرضداشت پیش فرمادیں تمہارا اس غلام کی بابت کیا خیال ہے ظاہر ہے کہ یہ غلام یا تو اندر ہا ہے یا دیوانہ۔ اسی لئے ہر شخص اللہ ہی سے مانگے اور آڑے وقت اسی سے مدد چاہے۔

س۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کس اور کو جما یقین سمجھنے والا کیسا ہے؟

ج۔ حق بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے بہت ہی قریب ہے لیکن مشرکوں نے اس کو چھوڑ کر یہ بات تراشی کہ بزرگ ہمیں اللہ تعالیٰ کے

قریب کر دیں گے اور ان کو اپنا حمایتی سمجھا اور اللہ تعالیٰ کی اس فعت کو کہ وہ براہ راست سب کی سنتا ہے اور سب کی امیدیں برلاتا ہے ٹھکرایا اور غیروں سے دعائیں کرنے لگے کہ وہ ان کی امیدیں برلائیں اور پھر طرز یہ کہ غلط اور نامعقول راہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی تلاش کیا جاتا ہے۔ بھلا ان احسان فراموشوں اور جھوٹوں کو کیسے ہدایت ہو سکتی ہے۔ یہ تو اس طیز ہی راہ پر جس قدر چلیں گے اسی قدر سیدھی راہ سے دور ہوتے جائیں گے۔

”علم غیب“

س۔ کیا ظاہری چیزوں کا علم انسان کے پاس ہے؟
ج۔ اللہ پاک نے انسان کو ظاہری چیزوں معلوم کرنے کے لیے کچھ چیزوں دی ہیں مثلاً دیکھنے کو آنکھ، سننے کو کان، سو گھنٹے کو ناک، چکھنے کو زبان، ٹھوٹنے کو ہاتھ اور سمجھنے کو عقل بخشی ہے پھر یہ چیزوں انسان کے قبضہ و اختیار میں دے دی ہیں کہ جب چاہے ان سے کام لے سکے، مثلاً آنکھ سے دیکھنا چاہا، آنکھ کھول دی نہ چاہا بند کر لی۔ اسی پر جسم کے

ہر ایک حصہ کو قیاس کرو۔ اور انہوں کو ظاہری چیزوں کے معلوم کرنے کی کنجیاں دے دی ہیں جیسے کنجی والے ہی کے اختیار میں تالے کو ہولنا یا نہ ہولنا ہے اس طرح ظاہری چیزوں کا معلوم کرنا انسان کے اختیار میں ہے چاہے معلوم کرے یا نہ کرے۔

س۔ کیا غیب کا علم بھی انسان کے اختیار میں ہے؟

ج۔ غیب کا معلوم کرنا انسان کے اختیار سے باہر ہے اس کی کنجیاں حق تعالیٰ نے اپنے پاس رکھی ہیں کسی بڑے سے بڑے انسان یا مقرب ترین فرشتے کو بھی غیب کے معلوم کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا کہ جب چاہیں اپنی مرضی سے غیب معلوم کر لیں اور جب چاہیں نہ کر لیں بلکہ اللہ پاک اپنی مرضی سے کبھی کسی کو غیب کی جس قدر بات بتانا چاہتا ہے بتا دیتا ہے یہ غیب کا بتا دینا اللہ کے ارادے پر موقوف ہے کسی کی خواہش پر نہیں۔

س۔ کیا ہمارے پیغمبر ﷺ غیب جانتے تھے؟

ج۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام سرتاج انبیاء ہیں آپ سے بڑے

بڑے مجزے ظاہر ہوئے لوگوں نے آپ ﷺ سے دین کے اسرار و رموز سیکھے لوگوں کو آپ کی راہ چلنے سے بزرگی نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ ہی سے فرمایا کہ لوگوں کے سامنے اپنا حال بیان فرمادیں کہ مجھے نہ تو کچھ قدرت حاصل ہے اور نہ ہی غیب دان ہوں میری قدرت کا یہاں سے اندازہ لگاؤ کہ میں اپنی جان تک کے لیے نفع و نقصان کا مالک نہیں، دوسروں کو تو کیا بھلائی برائی پہنچاسکوں گا اگر میں غیب دان ہوتا تو کام سے پہلے اس کا انجام معلوم کر لیا کرتا اگر اس کام کا انجام بر امعلوم ہوتا تو اس میں کبھی ہاتھ نہ ڈالتا غیب دانی اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور میں چیغبر ہوں۔

س۔ کیا نبی ﷺ کو کوئی بات خواہش ہونے کے باوجود معلوم نہ ہو سکی ج۔ رسول اللہ ﷺ کو بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کو کوئی بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی مگر وہ بات آپ کو معلوم نہ ہو سکی پھر جب ارادہ الہی ہوا تو فوراً بتا دی گئی۔ عہد رسالت میں منافقوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا اس سے آپ کو سخت

صد مہ ہوا آپ نے کئی دنوں تک معاملہ کی کریمہ کی مگر کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا پھر جب حق تعالیٰ نے چاہا تو وحی بھیج کر بتا دیا کہ منافق کذاب ہیں صد یقہ پاک دامن ہیں اب ایک مسلمان موحد کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے کہ اللہ نے غیب کے خزانوں کی کنجیاں اپنے ہی پاس رکھی ہیں ان خزانوں کا کسی کو خزانچی نہیں بنایا۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے قفل کھول کر کسی کو جس قدر رچا ہے دیدے اس کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے۔

س۔ علم غیب کے متعلق نبی ﷺ کے کیا ارشادات ہیں؟
رج۔ ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ سے روایت ہے کہ میری رخصتی کے وقت رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے پھر میرے بستر پر میرے پاس اتنے نزدیک بیٹھے جس طرح تم بیٹھے ہو ہماری کچھ بچیاں دف بجا بجا کر بد رکے مقتولوں کا واقعہ بیان کرنے لگیں ایک نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نبی کل کی بات جانتا ہے فرمایا یہ بات چھوڑ دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہتی رہ (بنخاری)

یعنی ربیع الانصار یہ کی شادی کے موقعہ پر نبی اکرم ﷺ ان

کے پاس آ بیٹھے۔ بچیوں نے گانے میں یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نبی کل کی بات جانتا ہے آنحضرت ﷺ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات نہ کہہ معلوم ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے انسان کے بارے میں یہ عقیدہ نہ رکھ کر وہ غیب دان ہے، شعراء رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں جو آسمان و زمین کے قلابے ملایا کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ بطور مبالغہ ایسا کہا گیا یہ غلط ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی تعریف کا اسی قسم کا شعر بچیوں کو بھی نہ پڑھنے دیا چہ جائیکہ عاقل شاعر اس قسم کے اشعار کہے یا سنے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے تمہیں خبر دی کہ محمد رسول اللہ ﷺ ان پانچ باتوں کو جانتے تھے جن کی اللہ تعالیٰ نے اس آیت ”ان الله عنده علم الساعة“ میں خبر دی ہے اس نے بڑا زبردست بہتان باندھا۔ (بخاری)

ام علاء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے

ساتھ کیا پیش آئے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا (بخاری)

یعنی اللہ تعالیٰ بندوں سے دنیا، قبر یا آخرت میں جو معاملہ کرے گا اس کا حال کسی کو بھی معلوم نہیں نہ نبی کونہ ولی کونہ اپنا حال معلوم نہ دوسروں کا حال معلوم اگر وحی کے ذریعے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں کا انجام بغیر ہے تو وہ ایک محمل علم ہے اس سے زیادہ معلوم کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔

س۔ چاہت اور غیب کی چیزوں کے بارہ میں کیا کہا جائے؟
 ج۔ یعنی شان الوہیت میں کسی مخلوق کا دخل نہیں خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب کیوں نہ ہو یہ نہ کہا جائے کہ اللہ اور رسول چاہے گا تو کام ہو جائے گا کیونکہ دنیا کا سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا اگر کوئی شخص پوچھے کہ فلاں کے دل میں کیا ہے یا فلاں کی شادی کب ہوگی یا فلاں درخت پر کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یوں نہ کہے کہ اللہ اور رسول ہی جانیں کیونکہ غیب کی بات کی اللہ ہی کوخبر ہے

رسول کو خبر نہیں اگر دینی باتوں میں یوں کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں
کیونکہ اللہ نے اپنے رسول کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔

س۔ غیب دانی کا دعویٰ کرنے والا کیسا ہے؟

ج۔ غیب دانی کا دعویٰ کرنے والے سب جھوٹے ہیں۔ کشف،
کہانت رمل، نجوم، فالیں سب جھوٹ، مکر اور شیطانی جال ہیں
مسلمانوں کو ان میں ہرگز نہیں پھنسنا چاہیے اگر کوئی شخص غیب دانی کا
دعویٰ نہ کرے اور غیب کی بات معلوم کرنے کے اختیار کا بھی دعویٰ نہ
کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ حق تعالیٰ نے جو بات مجھے بتائی ہے وہ
میرے اختیار میں نہ تھی کہ جب چاہتا معلوم کر لیتا تو یہ شان بھی صرف
انبیاء علیہم السلام کی ہے جن پر وحی اترتی ہے۔

س۔ کیا علم غیب کا مدعی جھوٹا ہے؟

ج۔ جو یہ دعویٰ کرے کہ میں ایسا علم جانتا ہوں جس سے غیب معلوم
کر لیتا ہوں اور ماضی و مستقبل کی باتیں بتا سکتا ہوں وہ جھوٹا ہے اور
الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے اگر کسی نبی یا ولی یا جن یا فرشتے یا امام یا

بزرگ یا پیر یا شہید یا نجومی یا رتمال یا جفا ریافال کھولنے والا یا پنڈ چت کو ایسا مان لیا جائے تو مانے والا مشرک ہوتا ہے۔

س۔ کیا نجومی بھی غیب نہیں جانتے؟

ج۔ اگر اتفاق سے کسی نجومی وغیرہ کی بات صحیح بھی ہو جائے تو اس سے ان کی غیب دانی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ زیادہ تر ان کی باتیں غلط ہی ہوتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے بس کی بات نہیں۔ اس لیے کہ اندازہ کبھی ٹھیک اور کبھی غلط بھی ہو جاتا ہے کہانت، کشف اور قرآن پاک سے فال لینے کا بھی یہی حال ہے لیکن وحی کبھی غلط نہیں ہوتی اور وہ ان کے قابو میں نہیں، اللہ پاک اپنی مرضی کے مطابق جو چاہتا ہے بتاتا ہے۔ کسی کی خواہش پر وحی کا دار و مدار نہیں۔

س۔ قیامت کب آئے گی؟

ج۔ غیب کی باتوں کی خبر اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں چنانچہ قیامت کی خبر بھی جس کا آنا عوام میں مشہور ہے اور یقینی ہے کسی کو نہیں معلوم کہ کب آئے گی پھر اور چیزوں کا تو کیا کہنا مثلاً فتح

وٹکست کا، صحت و مرض کا اور اسی قسم کی دوسری باتوں کا بھی کسی کو علم نہیں یہ باتیں نہ تو قیامت کی طرح مشہور ہیں اور نہ یقینی ہیں۔

س۔ بارش کب بر سے گی؟

ج۔ بارش کی کسی کو خبر نہیں کہ کب ہو گی حالانکہ موسم بھی مقرر ہے اور اکثر موسم میں بارش ہوتی بھی ہے۔ اکثر لوگوں کو اس کی خواہش بھی رہتی ہے اگر اس کا وقت کسی طرح معلوم ہو سکتا تو کسی نہ کسی کو ضرور معلوم ہو جاتا پھر جو بے موسم کی چیز ہیں اور تمام لوگوں کی خواہش ان سے وابستہ بھی نہیں مثلاً کسی شخص کی موت و حیات یا اولاد کا ہونا یا نہ ہونا یا مالدار و نادار ہونا یا فتح و ٹکست کا ہونا ان چیزوں کی بھلا کسی کو کیسے خبر ہو سکتی ہے۔

س۔ کیا کوئی جان سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

ج۔ ماں کے پیٹ میں بچے کو بھی کوئی نہیں جانتا کہ ایک ہے یا ایک سے زیادہ، نر ہے یا مادہ، کامل ہے یا ناقص اور خوبصورت ہے یا بد صورت حالانکہ حکماء ان تمام باتوں کے اسباب بتاتے ہیں لیکن

خصوصیت سے کسی کا حال معلوم نہیں، پھر انسان کے اندر ورنی حالات بھلا کوئی کیسے معلوم کر سکتا ہے مثلاً خیالات، ارادے، نیتیں اور راہیمان و نفاق کا حال۔

س۔ کیا کوئی جانتا ہے کہ کل وہ کیا کرے گا؟
 ج۔ کوئی بھی خود یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا تو وہ دوسروں کا حال کیسے جان سکتا ہے اور انسان جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو پھر بھلامرنے کا دن یا وقت کیسے جان سکتا ہے بہر حال اللہ کے سوا کوئی آئندہ کی باتیں اپنے اختیار سے نہیں جانتا۔

” قسم، نجوم، فال اور رچھوت چھات ”

س۔ غلطی سے غیر اللہ کی قسم کھائے تو کیا کرے؟
 ج۔ زمانہ جاہلیت میں بتوں کی قسمیں کھائی جاتی تھیں اسلام میں آ کر کسی مسلمان کے منہ سے عادت کے مطابق غیر شوری طور پر بتوں کی قسم نکل جائے تو فوراً لا اله الا الله پڑھ کر تو حید کا اقرار کر لیں معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی چیز کی قسم نہ کھائی جائے اگر غیر شوری طور پر غیر

اللہ کی قسم زبان سے نکل جائے تو فوراً تو بکی جائے مشرکوں میں جن کی
فتنمیں کھاتی جاتی ہیں ان کی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔
س۔ کیا نجومی ساحرا اور کاہن کافر ہیں؟

ج۔ قرآن پاک میں تاروں کا بیان ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کی
قدرت و حکمت معلوم ہوتی ہے، ان سے آسمان کی خوبصورتی ہے اور
ان سے شیطان کو مار کر بھگا دیا جاتا ہے یہ بیان نہیں ہے کہ انہیں
کارخانہ قدرت میں دخل ہے دنیا کی بھلائی برائی انہیں کے اثرات
ہیں اب اگر کوئی تاروں کے پہلے فوائد چھوڑ کر یہ کہے کہ انہیں کی
تاشرات عالم میں کافر مہما ہے اور غیب کا دعویٰ کرے جس طرح
جاہلیت میں جنوں سے پوچھ پوچھ کر کاہن غیب کی باتیں بیان کیا
کرتے تھے اسی طرح نجومی تاروں سے معلوم کر کے بتاتے ہیں گویا
کاہن، نجومی، رمال، جفار سب کی ایک ہی راہ ہے کاہن جادوگروں
کی طرح جنوں سے دوستی گانٹھتا ہے اور جنوں سے دوستی ان کو مانے
بغیر پیدا نہیں ہوتی جب ان کو پکارا جائے تو دوستی پیدا ہوتی ہے لہذا یہ

کفر و شرک کی باتیں ہیں اور ایسے لوگ کافر و مشرک ہیں اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کو شرک سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

س۔ نجوم اور رمل پر اعتقاد کا گناہ کتنا بڑا ہے؟

ج۔ جو شخص غیب کی باتیں بتانے کا دعویدار ہے اگر اس سے کسی نے
جا کر کچھ پوچھ لیا تو اس کی چالیس دن تک عبادت قبول نہیں رہی
کیونکہ اس نے شرک کیا اور شرک عبادتوں کا نور مٹا دیتا ہے نجومی
رممال، جھوار، فال کھولنے والے، نامہ نکالنے والے اور کشف والے
سب عز اف میں داخل ہیں۔

س۔ کیا شگون اور فال کفر کی رسماں ہیں؟

ج۔ عرب میں شگون لینے کا بہت رواج تھا اور ان کا شگون پر بڑا
اعتقاد تھا اس لیے آپ ﷺ نے کئی بار فرمایا کہ یہ شرک ہے تا کہ
لوگ بازاً جائیں۔

س۔ کیا چھوت چھات اور نحوس تھے؟

ج۔ عرب کا عقیدہ تھا کہ جس مقتول کا بدله نہ لیا جائے اس کی کھوپڑی

سے روح نکل کر فریاد کرتی پھرتی ہے اس کو ہامہ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے معلوم ہوا کہ تناسخ بھی قطعی بے بنیاد ہے عرب میں بعض بیماریوں کے جیسے کھلی، کوڑھ وغیرہ کے متعلق یہ خیال تھا کہ ایک دوسرے کو لوگ جاتی ہیں فرمایا یہ بات بھی غلط ہے معلوم ہوا کہ لوگوں میں جو یہ بات عام طور پر مرقوم ہے کہ چیچک والے سے پرہیز کرتے ہیں اور بچوں کو اس کے پاس جانے نہیں دیتے یہ کفر کی رسم ہے اس کو نہ ماننا چاہیے (یعنی یہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے کہ فلاں شخص کی بیماری ہمیں خود بخود، بغیر اللہ کے حکم کے لگ جائے گی کیونکہ بیماریاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے لگتی ہیں) لوگ بعض بیماریوں کو بلا کا اثر خیال کرتے ہیں مگر یہ بات غلط ہے جاملیت میں ماہ صفر کو منہوس خیال کرتے تھے اور اس میں کوئی کام نہیں کرتے تھے یہ بھی غلط ہے معلوم ہوا کہ صفر کے تیرہ دنوں کو منہوس سمجھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان میں بلا میں اترتی ہیں اسی وجہ سے ان کا نام بھی تیرہ تیزی رکھا گیا کہ ان کی تیزی سے کام بگڑ جاتے ہیں غلط ہے اسی طرح کسی چیز کو یا

تاریخ کو یادوں کو یا ساعت کو منحوس سمجھنا سب شرک کی باتیں ہیں۔

س۔ کیا کوڑھی کے مرض والے کے ساتھ کھانا کھایا جا سکتا ہے؟

ج۔ ہمارا اعتماد تو کل اللہ پر ہے وہ جسے چاہے ہے بیمار کر دے اور جسے چاہے ہے تند رست کر دے ہم کسی کے ساتھ کھانے سے پرہیز نہیں کرتے اور بیماری کے لگ جانے کو نہیں مانتے۔

” تصویر کشی اور عام ”

س۔ تصویر کے متعلق نبی ﷺ کا کیا حکم ہے؟

ج۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک نالچہ خریدا جس میں تصویر یہی تھیں جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرے سے کراہت محسوس کی میں نے کہا یا رسول اللہ میری توبہ ہے میں نے کیا گناہ کیا ہے فرمایا یہ نالچہ کیسا ہے؟ فرماتی ہیں میں نے کہا میں نے اس کو آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ بنائیں فرمایا ان تصویر والوں پر قیامت کے دن یہ عذاب ہو گا کہ ان سے کہا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں کو زندہ کرو فرمایا

جس گھر میں تصویر ہیں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے (بخاری)
 مشرک چونکہ اکثر مورتیاں پوجتے ہیں اس لیے فرشتوں اور
 نبیوں کو تصویروں سے گھن آتی ہے اس لیے فرشتے نہیں آتے تصویر
 بنانے والوں پر عذاب ہو گا کہ سامان بنت پرستی مہیا کرتے ہیں معلوم
 ہوا کہ تصویر خواہ پیغمبر کی ہو یا امام و ولی کی ہو یا قطب و پیر کی ہو حرام
 ہے اور اس کا رکھنا بھی حرام ہے جو لوگ اپنے بزرگوں کی تصویروں کی
 تعظیم کرتے ہیں اور بطور تبرک اپنے پاس رکھتے ہیں وہ سراسر گمراہ اور
 مشرک ہیں۔ پیغمبر اور فرشتے ان سے گھن کرتے ہیں۔ مسلمان کا فرض
 ہے کہ وہ ہر قسم کی تصویر کو گند سمجھ کر اپنے گھر سے دور کر دے تاکہ رحمت
 کے فرشتے بھی اس گھر میں آئیں جائیں اور گھر میں برکت ہو۔

س۔ تصویر بنانے والے کا گناہ بیان کریں؟

ج۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے سنا آپ فرمادیکے تھے قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس
 شخص کو ہو گا جس نے نبی کو یا جس کو نبی نے قتل کیا یا جس نے اپنے

باپ کو یا ماں کو قتل کیا اور تصویر یس بنانے والوں کو اور اس عالم کو بھی جو اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھائے (بیہقی)

یعنی تصویر بنانے والا بھی ان بڑے بڑے گناہگاروں میں داخل ہے تو جو گناہ قاتل پیغمبر کو ہو گا وہی گناہ تصویر یس بنانے والوں کو ہو گا۔

ج - تصویر بنانے والے کو قیامت کے دن کیا حکم ہو گا؟

ج - حضرت ابو ہریرہ رض کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمادے تھے کہ اللہ نے فرمایا اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو میری طرح پیدا کرنے کی کوشش کرے بھلا کوئی ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کر کے دکھائے (بخاری - مسلم)

یعنی مصور در پرده الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کے پیدا کرنے کی طرح چیزیں پیدا کرنا چاہتا ہے یہ بڑا گستاخ اور کذاب ہے ایک دانہ تک بنانے کی قدرت نہیں۔ نقل اتنا رہتا ہے ایسے نقال ملعون پر اللہ کی لعنت ہے۔

س - اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارے نام کونے ہیں؟

ج۔ اللہ کا بندہ یا رحمٰن کا بندہ کتنا پیارا نام ہے انہیں ناموں میں عبد القدس، عبد الجلیل، عبد النالق، الہی بخش، اللہ دیا، اللہ داد وغیرہ داخل ہیں جس میں اللہ کی طرف نسبت ظاہر ہوتی ہے۔

س۔ کیا مخلوق کے، شہنشاہ، معبد، بے پرواہ جیسے نام رکھے جاسکتے ہیں؟

ج۔ ہر فیصلہ کا چکاوینا اور جھگڑے کا مناوینا اللہ ہی کی شان ہے جس کا ظہور آخرت میں ہو گا کہ وہاں اگلے پچھلے سارے جھگڑے طے ہو جائیں گے ایسی کسی مخلوق میں طاقت نہیں ہے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اسے کسی غیر کے لیے استعمال نہ کیا جائے شہنشاہ اللہ تعالیٰ ہی کو کہا جائے سارے جہاں کا رب ہے جو چاہے کر ڈالے یہ جملہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان میں بولا جاسکتا ہے اسی طرح معبد بڑا دانا بے پرواہ وغیرہ الفاظ اللہ تعالیٰ ہی کی شان کے لائق ہیں۔

س۔ کیا کسی کو اپنا بندہ اور بندی کہنا جائز ہے؟

ج۔ حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی عبدی و امتی (میرا بندہ۔ میری بندی) نہ

کہے تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری ساری عورتیں اللہ کی بندیاں
ہیں غلام اپنے سید کو اپنا مالک نہ کہے کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے
(مسلم)

معلوم ہوا کہ غلام کو بھی آپس میں ایسی گفتگو سے پر ہیز کرنا
چاہیے کہ میں فلاں کا بندہ ہوں اور فلاں میرا مالک ہے پھر خواہ مخواہ
بندہ بننا عبدالنبی ، بندہ علی ، بندہ حضور ، پرستار خاص ، امرد پرست ،
زن پرست ، پیر پرست خود کو کہلوانا اور ہر کسی کو خداوند خدا یگان اور
دادتا کہہ دینا کس قدر بے جا ہے اور کتنی بڑی گستاخی ہے ذرا ذرا سی
بات میں کہنا کہ تم ہماری جان اور مال کے مالک ہو ہم تمہارے بس
میں ہیں جو چاہو یہ سب باقی مغض جھوٹ اور شرک پر مبنی ہیں ۔

” گستاخی ”

س۔ بارگاہ الہی میں لوگوں کا کیا حال ہو گا ہے ؟
ج۔ بارگاہ الہی میں لوگوں کا یہ حال ہے کہ اس کے حکم کے آگے سب
کے ہوش اڑ جاتے ہیں اور بدحواس و مرعوب ہو جاتے ہیں احترام و

دہشت کی وجہ سے دوسرے سے پوچھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی بلکہ دوسری دفعہ پوچھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی بلکہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا کہا اور تحقیق کے بعد آمنا و صدقنا ہی کہنا پڑتا ہے چہ جائیکم بات اٹھی جائے یا کوئی وکالت و حمایت کی جراءت کرے۔

س۔ رب کے بارے میں بعض لوگوں کے کیا غلط نظریات ہیں؟
 ج۔ بعض لوگ اللہ تعالیٰ سے بھائی بندی کا سایا دوستی کا سارشته سمجھ رہے ہیں اور بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے رہتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے رب کو ایک کوڑی میں خرید لیا کوئی کہتا ہے میں رب سے دو برس بڑا ہوں کوئی کہتا ہے میرا رب میرے پیر کی صورت کے علاوہ اور صورت میں ظاہر ہو تو میں کبھی اسے نہ دیکھوں اور کسی نے یہ شعر کہا ہے
 دل از مهر محمد ریش دارم۔ رقا بت با خدا نے خویش دارم
 میرا دل محمد ﷺ کی محبت سے زخمی ہے میں اپنے رب سے رقا بت رکھتا ہوں اور کسی نے کہا۔ با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار۔

یعنی: رب کے ساتھ دیوانہ محمد ﷺ کے ساتھ ہوشیار رہ۔

کوئی حقیقتِ محمد یہ کو حقیقتِ الوہیت سے افضل بتاتا ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ، اللہ تعالیٰ کی پناہ ان مسلمانوں کو کیا ہو گیا قرآن پاک کے ہوتے ہوئے ان کی عقولوں پر پتھر کیوں پڑ گئے یہ گمراہیاں۔
کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم گشت از فضل رب
ہم اللہ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں بے ادب رب کے فضل سے
محروم رہ جاتا ہے۔

س۔ نبی ﷺ کے بارے میں بعض گتابخوانوں کے نظریات بیان
کریں؟

ج۔ بعض گتابخوانوں نے سرکار رسالت کی شان میں بعینہ ایسا کہا۔ کہ
پیغمبروں کے روپ میں ہر زمانے میں رب ہی آتا جاتا رہا اخیر میں وہ
عرب جیسی شکل میں آ کر جہاں کا بادشاہ بن گیا۔ کسی نے یہ کہا۔

یعنی آپ حادث بھی ہیں اور قدیم بھی، ممکن بھی ہیں اور واجب بھی

لا حول ولا قوۃ الا بالله ایسے شرکیہ کلمے بولے جاتے ہیں جونہ آسمان سے اٹھ سکیں اور نہ زمین سے۔ اللہ پاک مسلمانوں کو سمجھ دے (آمین) بلکہ بعض کذابوں نے ایک حدیث تراش کو خود پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف منسوب کر دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”انا احمد بـلـامـبـم“ میں بلا میم کا احمد ہوں یعنی میں احمد ہوں اسی طرح لوگوں نے ایک لمبی چوڑی عربی عبارت کا نام خطبۃ الافتخار کھا اور حضرت علی ﷺ کی طرف منسوب کر دیا سبحانک ہذا بہتان عظیم (اے رب تو ہر طرح کے شرک سے پاک ہے تجھ پر بڑا بھاری بہتان لگایا گیا ہے) یا رب حق کا بول بالا اور جھوٹوں کا منہ کالا ہو۔ آمین۔

س۔ نبی ﷺ نے اپنے متعلق کیا ارشاد فرمایا؟
رج۔ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے اس مرتبے سے آگے بڑھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے رکھا ہے میں محمد ہو عبد اللہ کا بیٹا ہوں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ (رزین)

یعنی جس طرح اور بڑے لوگ اپنی تعریف میں مبالغہ سے خوش ہوتے ہیں مجھے اپنی تعریف میں مبالغہ ذرہ برابر بھی پسند نہیں ان مبالغہ کرنے والوں کو تو دین سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا خواہ دین رہے یا نہ رہے لیکن پیغمبر اسلام ﷺ اپنی امت پر بڑے شفیق و مہربان ہیں آپ ﷺ کورات دن یہی فکر دامنگیر تھا کہ امت کا دین سنوار جائے جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ میرے امتی مجھ سے بڑی محبت کرتے ہیں اور میرے بہت ہی احسان مند ہیں اور یہ بھی معلوم تھا کہ محبت محبوب کو خوش کرنے کے لئے آسمان اور زمین کے قلابے ملایا کرتا ہے ایسا نہ ہو یہ تعریف میں حد سے بڑھ جائیں جس سے اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی ہو جائے جس سے ان کا دین غارت ہو جائے اور میری ناراضگی بھی واجب ہو جائے اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مبالغہ پسند نہیں، میرا نام محمد ﷺ ہے میں خالق یا رزاق نہیں، میں عام لوگوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور میرا شرف بندہ ہونے ہی میں ہے البتہ عوام سے میں اس بات میں جدا ہوں

کہ میں اللہ کے احکام کو جانتا ہوں لوگ نہیں جانتے لہذا انہیں مجھ سے
اللہ کا دین سیکھنا چاہیے۔

اے اللہ تعالیٰ ہمارے آقا پر رحمت و سلامتی کی بارش فرماجس
طرح آپ ﷺ نے ہم جیسے جاہلوں کو دین سکھانے کے لیے سر توڑ
کوششیں کیں ان کی قدر دانی کرنے والا تو ہی ہے اے بلند و برتر
مالک! ہم تیرے عاجز بندے ہیں ہمارے اختیار میں کچھ نہیں جس
طرح تو نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے شرک و توحید کا مطلب خوب
سمجھایا لا الہ الا اللہ کے تقاضوں سے خوب خبردار کیا اور مشرکوں
سے نکال کر موحد و پاک صاف بنایا، اسی طرح اپنے فضل و کرم سے
ہمیں بدعت و سنت کے معنی اچھی طرح سمجھا کلمہ محمد رسول اللہ ﷺ
کے تقاضوں سے آگاہ فرماء، اور بدعتیوں اور ملحدوں سے نکال کر ہمیں
تابعدار قرآن و حدیث بنائیں ثم آمین۔

س۔ عیسائیوں نے اپنے نبی کے ساتھ کیا کیا؟

ج۔ پغمبر اسلام ﷺ نے اپنی امت سے فرمایا کہ عیسائیوں کی سی چال

نہ چلنا اور میری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جانا کہ اللہ نہ کرے مردود
بارگاہ الہی ہو جاؤ لیکن ہزار افسوس کہ اس امت کے بے ادبیوں نے
آپ ﷺ کا کہنا نہیں مانا اور عیسایوں کی سی چال چلنے شروع کر دی
عیسائی حضرت عیسیٰ ﷺ کو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے روپ میں ظاہر
ہوا تھا وہ ایک طرح سے انسان ہیں اور ایک طرح سے رب ہیں۔

س۔ عیسایوں کا عیسیٰ ﷺ کو رب مان لینے والے کے بارے میں کیا
نظریہ ہے؟

ج۔ عیسایوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کو دونوں جہان کا
اختیار ہے اگر کوئی ان کو مان کر ان سے التجا کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ
کی عبادت کی ضرورت نہیں گناہ اس کے ایمان میں خلل نہیں ڈالتا اس
کے حق میں حرام و حلال کا انتیاز اٹھ جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ساعد بن
جاتا ہے جو چاہے کرے حضرت عیسیٰ ﷺ آخرت میں اس کی سفارش
کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا لیں گے جاہل مسلمان بعضیہ یہی
عقیدہ پیغمبر ﷺ کے بارے میں رکھتے ہیں بلکہ اماموں اور اولیاء

کے حق میں بھی ان کا یہی عقیدہ ہے۔ بلکہ ہر پیر اور شیخ کے حق میں ان کا یہی عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

”شیطان“

س۔ شیطان انسان کو کیسے گراہ کرتا ہے؟

ج۔ یہ انسان کا دشمن بھلا کیسے اس کا بھلا چاہے گا یہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کہہ چکا ہے کہ میں تیرے بہت سے بندوں کو اپنا بندہ بنالوں گا ان کی عقلیں ایسی ماروں گا کہ اپنے خیالات ہی کو مانے لگیں گے میرے نام کے جانور مقرر کریں گے جن پر میری نیاز کا نشان ہو گا مثلاً اس کا کان چیر ڈالیں گے یا کاث ڈالیں گے یا اس کے گلے میں کمر بند ڈال دیں گے ماتھے پر مہندی لگا دیں گے بہر حال وہ علامت جو یہ بتائے کہ یہ جانور فلاں کی نیاز کا ہے اسی میں داخل ہے شیطان یہ بھی کہہ آیا ہے کہ میرے اثر سے لوگ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل کو بکاڑ ڈالیں گے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھ لے گا۔ کوئی کسی کے نام پرناک یا کان چھدوالے گا، کوئی داڑھی منڈوانے گا، کوئی چار ابر و صاف

کر کے فقیری کا اظہار کرے گا یہ سب شیطانی باتیں ہیں اور اسلام کے خلاف ہیں پھر جس نے اللہ جیسے کریم کو چھوڑ کر شیطان جیسے دشمن کی راہ اختیار کی اس نے صریح دھوکہ کھایا کیوں کہ اول تو شیطان دشمن ہے دوسرے اس میں بجز وسو سے ڈالنے کے اور کوئی قدرت بھی نہیں۔

س۔ شیطان انسان کو کیسے بہلا تا ہے؟

ج۔ جھوٹے سچے وعدوں سے انسان کو وقتی طور پر بہلا دیتا ہے کہ فلاں کو مانو گے تو یہ ہو گا اور فلاں کو مانو گے تو یہ ہو گا اور لمبی لمبی آرزوئیں دلاتا ہے کہ اگر اتنے پیسے ہوں تو ایسا باغ تیار ہو جائے گا خوبصورت محل بن جائے گا چونکہ یہ امیدیں پوری ہوتی نہیں اس لیے انسان گھبرا کر اللہ تعالیٰ کو بھول کر غیروں کی طرف دوڑنے لگتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو مقدر میں ہے کسی کے مانے یا نہ مانے سے کچھ نہیں ہوتا یہ تو محض ایک شیطانی وسوسہ اور اس کا مکروہ فریب ہے ان باتوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ انسان شرک میں گرفتار ہو کر جہنمی بن جاتا ہے اور شیطانی جال میں اس بری طرح سے کھنس جاتا ہے کہ لاکھ ہاتھ پاؤں مارے

مگر ہائی نصیب نہیں ہوتی۔

س۔ کیا شیطان قیامت کے قریب بھلائی کا حکم دے گا؟
 ج۔ یعنی آخری زمانے میں ایمان دار ختم ہو جائیں گے بے ایمان اور
 بے وقوف رہ جائیں گے جو دوسروں کا مال ہڑپ کر جائیں گے اور
 ذرا نہ شر مائیں گے اور ان سے بھلائی و برائی کی تمیز جاتی رہے گی پھر
 شیطان بزرگ کی شکل میں آ کر انہیں سمجھائے گا کہ دیکھو بے دینی بڑی
 بری بات ہے دیندار بنو آخر اس کے کہنے سننے سے دین کا شوق پیدا
 ہو گا مگر قرآن و حدیث پر نہیں چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دینی باتیں
 تراشیں گے اور شرک میں گرفتار ہو جائیں گے مگر اس حالت میں ان
 کی روزی میں اور فراغی ہو گی اور زندگی بڑے چین اور آرام سے گزر
 رہی ہو گی وہ سمجھیں گے کہ ہماری راہ درست ہے اللہ تعالیٰ ہم سے
 راضی ہے جب ہی تو ہماری حالت سنورگئی آخر کار اور شرک میں
 ڈوبیں گے کہ جوں جوں رسموں کو مانتے ہیں ہماری مرادیں پوری
 ہوتی ہیں اس لیے مسلمان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کبھی ڈھیل دے

کر پکڑتا ہے۔

” تقدیر ”

س۔ کیا تقدیر کا لکھا ہو امٹ سکتا ہے؟

ج۔ تقدیر کا لکھا ہرگز نہیں مٹ سکتا۔ اگر تمام دنیا مل کر کسی کو نفع یا نقصان پہنچائے تو تحریر تقدیر سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ معلوم ہوا کہ تقدیر کو بدالنے کی کسی میں طاقت نہیں جس کے مقدار میں اولاد نہیں اسے کون اولادے اور جس کے مقدار میں عمر کا پیانہ بریز ہو چکا، کون ہے جو اس کی مدت حیات میں اضافہ کر دے؟ پھر یہ کہنا کہ اللہ نے اپنے ولیوں کو تقدیر بدل ڈالنے کی طاقت بخشی ہے غلط ہے۔

س۔ کیا دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے؟

ج۔ بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کبھی اپنے ہر بندے کی دعا قبول فرماتا ہے اور ان بیاء اولیاء کی اکثر دعا میں قبول فرمایتا ہے دعا کی توفیق بھی وہی دیتا ہے اور قبول بھی وہی فرماتا ہے دعا کرنا اس کے بعد تقدیر بدلنا دونوں باتیں تقدیر میں لکھی ہوتی ہیں دنیا کا کوئی کام تقدیر سے باہر

نہیں کسی میں کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، نبی ہو یا ولی۔ ہاں اللہ سے دعا مانگے بس اسے اتنی ہی طاقت ہے اس کے بعد مالک و مختار کو اختیار ہے چاہے از راہ مہربانی قبول فرمائے اور چاہے تو از راہ حکمت قبول نہ فرمائے۔

”رسم و رواج“

س۔ کیا رسم و رواج کے مقابلے میں شریعت کو مانا جائے؟
 ج۔ احکام شریعہ کو چھوڑ کر رسم و رواج کی پابندی بڑا بھاری جرم ہے سارے نبی اوروں کی اس سے تنفر ہیں وہ ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے جو رسم و رواج کو نہ چھوڑیں اور احکام شریعہ کو پا مال کریں بلکہ وہ ائمہ ان کے دشمن ہو جاتے ہیں اور ان سے ناراض ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی بزرگی اسی بات پر موقوف تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو سب پر مقدم رکھتے تھے، یہوی بچوں کو، مریدوں کو، شاگردوں کو، نوکر چاکر کو اور یا رہوستوں کو اللہ کے لیے چھوڑ دیتے تھے اور جب وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کام کرتے تھے تو یہ

ان کے دشمن بن جاتے تھے بھلا غیر اللہ کو پکارنے والوں میں کیا خوبی ہے کہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ سے جھگڑیں ایسا ہرگز نہ ہوگا بلکہ وہ تو ان کے دشمن ہیں اللہ ہی کے لیے محبت اور اللہ ہی کے لیے دشمنی ان کی شان ہے اگر کسی کے بارے میں اللہ کی یہی رضا ہے کہ وہ انہیں جہنم میں گرانے کو تیار ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہیں جدھراں کی رضا ہوگی اُدھر ہی جھکیں گے۔

س۔ خود ساختہ رسماں کو مانا کیسا ہے؟

ج۔ کسی کی راہ و رسم کا نہ مانا اور اللہ تعالیٰ ہی کا قانون مانا انہیں چیزوں میں سے ہے جن کو اللہ پاک نے اپنی تعظیم کے لیے مقرر فرمادیا ہے اگر کوئی یہی معاملہ کسی مخلوق سے کرے گا تو پھر مشرک ہوگا انسانوں تک احکام الہی کا پہنچنا رسولوں ہی کے واسطے سے ممکن ہے اگر کوئی امام، مجتہد، مولوی، ملا، پیر و مشائخ، باپ دادا، کسی بادشاہ یا وزیر، پادری یا پنڈت کی بات کو یا ان کی رسماں کو احکام شرعیہ پر مقدم سمجھے

اور قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے پیر و مشائخ اور اماموں کے اقوال کو پیش کرے یا پیغمبر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ شریعت ان ہی کے احکام ہیں وہ اپنی مرضی سے جو جی چاہتا تھا کہہ دیتے تھے اور اس کا ماننا امت پر فرض ہو جاتا تھا ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ حقیقی حاکم اللہ ہے اور نبی م Hispan لوگوں کو اللہ کے احکام بتانے والا ہوتا ہے لہذا جو رسم قرآن و حدیث کے خلاف ہوا سے چھوڑ دیا جائے۔

”قرآن و حدیث“

س۔ بندے کون ہیں؟

ج۔ انسان سب ہی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں بندے کا کام بندگی بجا لانا ہے جو بندگی سے جی چراۓ وہ بندہ نہیں۔

س۔ کس کی بندگی قبول ہے؟

ج۔ بندگی کا دار و مدار ایمان کی اصلاح پر ہے جس کے ایمان میں خلل ہے اس کی بندگی غیر مقبول ہے جس کا ایمان درست ہے اس کی

تحوڑی سی بندگی بھی قابل قدر ہے لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرے اور اصلاح ایمان کو تمام چیزوں پر مقدم رکھے۔

س۔ اس زمانے میں کتنی قسم کے لوگ ہیں؟

ج۔ اس زمانے میں مختلف قسم کے لوگ ہیں بعض باپ دادا کی رسماں پر چلتے ہیں بعض بزرگوں کے طریقوں کو اچھا سمجھتے ہیں بعض علماء کی خود ساختہ باتوں کو بطور سند پیش کرتے ہیں اور بعض عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں اور دینی باتوں میں عقل کو دخل دیتے ہیں۔

س۔ صحیح راہ کونسی ہے؟

ج۔ صحیح راہ یہی ہے کہ قرآن و حدیث کو معیار بنایا جائے شرعی امور میں عقل کو دخل نہ دے اور انہی دو چشموں (یعنی قرآن و حدیث) سے روح کو سیراب کیا جائے بزرگوں کی جوبات، علماء کا جو مسئلہ اور برادری کی جو رسم قرآن و حدیث کے موافق ہواں کو مان لیا جائے اور جو اس کے خلاف ہوا سے چھوڑ دیا جائے۔

س۔ کیا قرآن و حدیث کو سمجھنا مشکل ہے؟

ج۔ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا بڑا مشکل ہے، اس کے لیے بڑے علم کی ضرورت ہے ہم جاہل کس طرح سمجھ سکتے ہیں اور کس طرح اس کے موافق عمل کر سکتے ہیں اس پر عمل بھی صرف ولی اور بزرگ ہی کر سکتے ہیں ان کا یہ خیال قطعی ہے بنیاد ہے قرآن و حدیث کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں نہایت آسان ہے البتہ ان پر عمل کرنا مشکل ہے کیونکہ نفس کو فرماں برداری مشکل معلوم ہوتی ہے اسی لیے نافرمان ان کو نہیں مانتے۔

س۔ نبی ﷺ نے کن لوگوں کو قرآن و حدیث سکھایا؟

ج۔ پیغمبر نا دانوں کو راہ بتلانے، جاہلوں کو سمجھانے اور بے علموں کو علم سکھانے ہی کے لیے آئے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فَوَ
الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا مُّنَهْمُ يَتَلَوَّ أَعْلَمُهُمْ أَيْتَهُمْ
وَيُزَكِّيُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ
لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الجمعة: ۲) اللہ تعالیٰ نے ان پڑھ لوگوں میں

انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جوانہیں (شرک و کفر سے) پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت (سنن) کی تعلیم دیتا ہے یقیناً پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

س۔ نبی ﷺ کی تعلیم کا ان لوگوں پر کیا اثر پڑا؟

ج۔ حق تعالیٰ کی یہ بڑی زبردست نعمت ہے کہ اس نے ایسا رسول مبعوث فرمایا جس نے ناققوں کو واقف، ناپاکوں کو پاک، جاہلوں کو عالم، نادانوں کو دانا اور گراہوں کو راہ یا فتنہ بنادیا اس آسمت کو سمجھنے کے بعد اب بھی اگر کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ قرآن سمجھنا عالموں کا اور اس پر عمل کرنا بڑے بڑے بزرگوں ہی کا کام ہے تو اس نے اس آسمت کو ٹھکرایا اور رب کی اس جلیل الشان نعمت کی ناقدری کی بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اس کو سمجھ کر جاہل عالم اور گراہ عمل کر کے بزرگ بن جاتے ہیں۔

س۔ ان پڑھ لوگوں کو قرآن و حدیث پڑھنا چاہیے اسے مثال دیکر سمجھائیے؟

ج۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک دانا حکیم ہے اور ایک شخص کسی

بڑی بیماری میں بتلا ہے ایک شخص اس بیمار سے از راہ ہمدردی کہتا ہے کہ تم فلاں حکیم کے پاس جا کر اپنا علاج کراولیکن بیمار کہتا ہے کہ اس کے پاس جانا اور اس سے علاج کرانا تو تندرستوں کا کام ہے جن کی صحت بہت ہی اچھی ہو میں تو سخت بیمار ہوں بھلا میں کس طرح جا کر علاج کر اسکتا ہوں۔ کیا تم اس بیمار کو خبیثی نہ سمجھو گے کہ نادان اس دانا حکیم کی حکمت کو نہیں مانتا کیونکہ حکیم تو بیماروں ہی کے لیے ہوتا ہے جو تندرستوں کا علاج کرے وہ حکیم کیسے ہوا؟ مطلب یہ کہ جاہل اور گناہ گار کو بھی قرآن و حدیث کے سمجھنے اور احکام شرعیہ پر انتہائی سرگرمی سے عمل کرنے کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ ایک عالم اور بزرگ کو لہذا ہر خاص و عام کا فرض ہے کہ کتاب و سنت ہی کی تحقیق میں لگا رہے۔ انہیں کو سمجھنے کی کوشش کرے انہی پر عمل کرے۔

س۔ کیا پہلی شریعتوں پر عمل جائز ہے؟

ج۔ حضرت آدم ﷺ کی شریعت میں بہنوں سے نکاح کرنا جائز تھا اسے دلیل سمجھ کر یہ لوگ اگر بہنوں سے نکاح کر لیں تو یہ حرام ہے

کیونکہ بہنیں محروم ابد یہ میں داخل ہیں جو کسی صورت میں حلال نہیں
بات یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سرتسلیم خم کر دینا
چاہیے اللہ کے فرمان کو بلا چون و چرا دل و جان سے مان لیتا چاہیے
خواہ مخواہ کی جمیت نہیں پیش کرنی چاہیے کہ لوگوں کے لیے تو یہ حکم نہ تھا
ہم پر کیوں مقرر کیا گیا ایسی باتوں سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

س۔ منسون قانون پر عمل کرنا کیسا ہے؟

ج۔ ایک بادشاہ کے یہاں مدت تک ایک قانون پر عمل ہوتا رہا پھر
قانون بنانے والوں نے اسے منسون کر کے اس کی جگہ اور قانون
بنادیا اب اس نے قانون پر عمل ضروری ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہنے
لگے کہ ہم تو پہلے ہی قانون کو مانیں گے نئے قانون کو نہیں مانتے وہ
باغی ہے اور باغی کی سزا جیل خانہ ہے اسی طرح ہی اللہ تعالیٰ کے
باغیوں کے لیے جہنم ہے۔

س۔ کیا آج کے دور میں تورات اور انجیل پر عمل کرنا جائز ہے؟

ج۔ آج کے دور میں تورات اور انجیل پر عمل کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عمر رض نے تورات کے ایک صفحے کو نبی ﷺ کی موجودگی میں پڑھنا شروع کر دیا۔ نبی اکرم کا رنگ غصے کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ حضرت ابو بکر رض نے حضرت عمر رض کو کہا اے عمر! تو مرجائے کیا تو نبی ﷺ کے چہرے کی طرف نہیں دیکھ رہا کہ آپ کے چہرے کا رنگ غصے کی وجہ سے کیسے بدلتا ہے۔ حضرت عمر نے جب نبی ﷺ کے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی تو کہنے لگے۔ میں اللہ کے رب، آپ کے نبی اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا عمر! اگر آج موسیٰ صلی اللہ علیہ و آله و سلم زندہ ہو کر اس دنیا میں واپس آ جائیں، تم مجھے چھوڑ کر موسیٰ صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی پیروی کرنے لگو تو صراط مستقیم سے گمراہ ہو جاؤ گے۔ ایک اور حدیث میں یوں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر موسیٰ صلی اللہ علیہ و آله و سلم بھی زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ کارنا نہ ہوتا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آج کے دور میں قرآن اور حدیث پر عمل کئے بغیر جنت مانا ناممکن ہے۔

س۔ کیا حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ و آله و سلم اس دنیا میں آ کر خود انجلیل پر عمل کریں گے

اور لوگوں کو انجیل پر عمل کرنے کا حکم دیں گے؟

ج- حضرت عیسیٰ ﷺ اس دنیا میں واپس آ کرنا تو خود انجیل پر عمل کریں گے اور نہ ہی لوگوں کو انجیل پر عمل کرنے کا حکم دیں گے بلکہ لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں گے۔ اسی لئے تمام عیسائی عیسائیت کو ترک کر کے دین اسلام کو قبول کر لیں گے۔

س۔ کیا قرآن و حدیث کے مقابلے میں آئمہ کے اقوال کو مانا صحیح ہے؟
ج۔ قرآن و حدیث کے مقابلے میں جب تورات اور انجیل پر عمل کرنا جائز نہیں تو آئمہ کے اقوال اور آراء کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

س۔ آئمہ اربعہ کی تقلید کا کیا حکم ہے؟

ج۔ قرآن و حدیث کے مقابلے میں کسی کی بھی بات نہیں مانی جاسکتی۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل فرم گئے تھے کہ قرآن حدیث کے مقابلے میں ہماری بات ترک کر دینا اور قرآن و حدیث پر ہی عمل پیرا ہونا۔

یہ چوتھے حصہ میں جائے گی

تصرف

س۔ زمین اور آسمان میں بسنے والوں کی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کیا

حیثیت ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿إِن كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
إِلَّا أَتَى الرَّحْمَنَ عَبْدًا★ لَقَدْ أَخْطَهُمْ وَعَدْهُمْ عَدًّا★
وَكُلُّهُمْ أَتَيْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَرِدًّا﴾ (مریم: ۹۳ - ۹۵) آسمان و
زمین کا ایک ایک شخص رحمٰن کے سامنے غلامانہ حیثیت میں آنے والا
ہے رب نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے اور
سارے اس کے سامنے فرد افراد آنے والے ہیں۔

شرك

س۔ شرك سب سے بڑا عیب کیوں ہے۔

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَإِذْ قَالَ لَقُمَّنُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ
لِيَسْنَى لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ إِنَّ الشُّرُكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان: ۱۳)
جب لقمان (علیہ السلام) نے نصیحت کرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا پیٹا اللہ کے
ساتھ شریک نہ کرنا شرك یقیناً بڑا بھاری ظلم ہے۔

توحید

س۔ سارے انبیاء کی دعوت کیا تھی؟

ج۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا آنَا فَاعْبُدُونِ﴾

(الانبیاء: ۲۵) آپ ﷺ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہم نے اس کو یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی عبادت کا حق دار نہیں لہذا میری ہی عبادت کرو۔

س۔ شیطان کیسے شرک کرواتا ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿إِنَّ يَدَهُ عَوْنَوْنَ مِنْ ذُوْنَهِ إِلَّا إِنَّهُ وَإِنَّ يَدَهُ عَوْنَوْنَ إِلَّا شَيْطَنًا مَرِيدًا☆ لَعْنَةُ اللَّهِ وَقَالَ لَا تَحْذَنْ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبُكَ مَفْرُوضًا☆ وَلَا ضِلَّنَهُمْ وَلَا مَذِينَهُمْ وَلَا مُرَنَّهُمْ فَلَيَبْتَكُنْ أَذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرَنَهُمْ فَلَغَيْرِهِنَّ حَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَنَ وَلِيًّا مِنْ ذُوْنِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِيرٌ حُسْرًا☆ مُبَيِّنًا☆ يَعِدُهُمْ وَيَمْنَيْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمْ الشَّيْطَنُ إِلَّا غُرُورًا☆

أَوْ لِبِكَ مَا أُولَئِنَّمُ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ حَنَّهَا

مَحْيِصاً ﴿النساء: ۱۱۷-۱۱۸﴾

یہ مشرک اللہ کو چھوڑ کر عورتوں کو پکارتے ہیں بلکہ سرکش شیطان ہی کو پکارتے ہیں جس پر اللہ نے پھٹکارڈال دی ہے اس نے کہہ رکھا ہے کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ الگ رکھوں گا میں انہیں گمراہ کئے بغیر نہ رہوں گا، میں انہیں ضرور آرزوں مندرجہ کوں گا اور انہیں ضرور حکم دوں گا تو اللہ کی بنائی شکل کو بدل ڈالیں گے جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ زبردست گھائٹے میں پڑ گیا شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور امید میں بندھاتا ہے شیطان ان سے وعدہ کر کے محض وہو کہ کر رہا ہے انہی لوگوں کاٹھکانا جہنم ہے جہاں سے وہ رہائی نہ پاسکیں گے۔

س۔ انسان اولاد کے سلسلے میں شرک کی راہ کیسے اختیار کرتا ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُفْسِيرَ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغْشَهَا حَمَلَتْ

حَمْلًا حَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَنْقَلَتْ دَعَوْا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَفِينَ
أَتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَ مِنَ الشَّكِيرِينَ فَلَمَّا أَتَهُمَا صَالِحًا
جَعَلَاهُ شَرَكَاءَ فِيمَا أَتَهُمَا فَتَعَلَّى اللَّهُ عَمَّا
يُشَدِّرُ كُوْنَ (الاعراف: ۱۸۹ - ۱۹۰)

اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی تا کہ اس سے چین پائے پھر جب اس نے اس سے ہم بستری کر لی تو اس کو حمل ہو گیا وہ اسے لے کر چلتی پھرتی رہی پھر جب بھاری ہو گئی تو دونوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ اگر تو ہمیں نیک اولادے گا تو ہم تیرے شکر گزار ہو نگے پھر جب اس نے ان کو نیک بچہ دیا تو اس بچے میں اللہ کے شریک بنانے لگے ان کے شرک سے اللہ بلند و برتر

ہے۔

س۔ انسان کھیتی باڑی میں شرک کیسے کرتا ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (وَجَعَلُوا إِلَهًا مِمَّا دَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ
وَالْأَنْعَامِ تَصِيبُهَا فَقَالُوا هَذَا إِلَهٌ يُزَعِّجُهُمْ وَهَذَا إِلَشَرَكَانَا

فَمَا كَانَ لِشَرِّ كَائِنِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ
يَصِلُ إِلَى شَرِّ كَائِنِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿الانعام: ۱۳۷﴾

اور مشرک ان چیزوں میں سے جو اللہ نے پیدا کی ہیں یعنی کھیتی اور
جانوروں میں ایک حصہ مقرر کر چکے ہیں اور اپنے خیال میں کہتے ہیں
کہ یہ تو اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا پھر جوان کے شریکوں کا ہے
وہ اللہ کو نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا ہے وہ ان کے شر کا کومل جاتا ہے یہ جو
فیصلہ کر رہے ہیں برا ہے۔

س۔ انسان چوپایوں میں شرک کیسے کرتا ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَقَالُوا هذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا
يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءَ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرْمَةٌ ظُهُورُهَا
وَأَنْعَامٌ لَا يَدْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتَرَآءٌ عَلَيْهِ سَيِّحَرِزِيْهِمْ
بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿الانعام: ۱۳۹﴾

کہتے ہیں کہ یہ جانور اور کھیتی اچھوتی ہے اسے کوئی نہ کھائے علاوہ اس
کے جسے ہم چاہیں (محض اپنے خیال سے) بعض جانوروں کی سواری

منع ہے اور بعض جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر بہتان ہے وہ ان کے بہتان کی جلدی سزا دے دیگا۔

س۔ کیا اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اور حامی بنایا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحَيْرَةً وَلَا سَائِبَةً وَلَا وَصِيلَةً وَلَا حَامِ وَلِكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ (آلہ العائدة: ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو نہ سائبہ کو، نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو جائز قرار دیا لیکن کافر جھوٹی باتیں اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگاتے ہیں اور اکثر ناس مجھے ہیں جو جانور کا نام زد کر دیا جاتا تو اس کا کان چیر دیا جاتا اس کو بحیرہ کہتے تھے سائڈ کو سائبہ کہا جاتا تھا جس جانور کے بارے میں یہ منت مانی جائے کہ اس کا بچہ نر پیدا ہوا تو اس کو نیاز میں دے دیا جائے گا پھر اس کے نزد اور مادہ دونوں پچے پیدا ہوتے تو نر کو بھی نیاز میں نہ دیتے ان دونوں بچوں کو وصیلہ کہا جاتا تھا اور جس جانور سے دس پچھے پیدا

ہو جاتے تھے اس پر سوار ہونا اور لادنا چھوڑ دیتے تھے اس کو حامی کہا جاتا تھا۔

س۔ مشرک حلال و حرام میں اللہ تعالیٰ پر کیسے افتراء باندھتا ہے؟
 ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَلَا تَقُولُوا إِلَمَا تَصِفُ الْبِيَنَاتُكُمْ
 الْكَذِبَ هَذَا حَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ
 الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ﴾ (النحل: ۱۱۶)

جھوٹ نہ کہو جس کو تمہاری زبان میں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ
 حرام ہے تاکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو یقین مانو جو لوگ اللہ پر جھوٹ
 باندھتے ہیں وہ فلاح کو نہیں پہنچتے۔

توحید

س۔ کیا تمام مخلوق نے ازل میں توحید کا اقرار کیا تھا؟
 ج۔ ہاں کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ
 بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ دُرِّيَّتَهُمْ وَأَشَهَدَهُمْ عَلَى أَنفُسِهِمْ

اللَّهُ أَنْتَ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلِي شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا
خَنَّا عَنْ هَذَا غَفِيلِينَ ﴿١٧٣﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ إِبْرَاهِيمَ نَا مِنْ قَبْلِ
وَكُنَّا دُرْيَةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتَهْمِلُ كُنَّا بِمَا فَعَلَ
الْمُبْطَلُونَ ﴿١٧٤﴾ (الاعراف: ۱۷۳ - ۱۷۴)

اور جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کا لی اور
ان سے اقرار کروایا (یعنی ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا رب نہیں
ہوں وہ کہنے لگے کیوں نہیں! ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے) یہ ہم
نے اقرار اس لئے کروایا کہ کہیں تم قیامت کے روز کہنے لگو کہ ہم تو اس
بات سے غافل تھے یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے پہلے سے شرک
کیا تھا اور ہم تو ان کی اولاد تھے (جو) ان کے بعد (پیدا ہوئے) تو
کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اس کے بدلتے تو ہمیں ہلاک کرتا
ہے۔

س۔ اولیاء اللہ لوگوں کو کیا تعلیم دیں؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ

اللَّهُ أَحَدٌۢ وَإِنَّهُ لَمَا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُونَهُ كَذُوا يَكْوُنُونَ
عَلَيْهِ لِبَدًا لَأَفْلَى إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّيۢ وَلَا أَشْرِكُ بِهِ
أَحَدًا۝ (الجن: ۱۹ - ۲۰)

یقین مانو مسجد یں اللہ ہی کی ہیں لہذا اللہ کے ساتھ کسی اور کوئی پکارو اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر جھک پڑیں آپ ﷺ فرمادیں کہ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کوششیک نہیں بناتا۔ س۔ کیا صرف اکیلا اللہ کافی ہے؟

ج۔ اللہ عز وجل حضرت یوسف ﷺ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ انہوں نے جیل کے ساتھیوں سے فرمایا۔ ﴿يَصَا جِبَى السُّجُنِ ءَأَرْبَابَ مُتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْرِهِ إِلَّا أَسْمَاءُ سَمَيَّتُمُ هَا أَنْتُمْ وَابْناؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَنٍ إِنَّ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمْرٌ إِلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيمَانُ ذِلِّكَ الدِّينُ الْقِيمُ وَلِكِنْ أَكْثَرَ النَّاسِ

لَا يَعْلَمُونَ ﴿ ٤٠ - ٣٩ ﴾ (یوسف: ٣٩ - ٤٠)

(اے جیل کے ساتھیو! کیا متفرق رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو بڑا زبردست ہے) اس کو چھوڑ کر تم محض ناموں کو پوچھتے ہو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نام رکھ لیے ہیں اللہ پاک نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتنا ری حکم صرف اللہ ہی کا ہے اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو یہی مضبوط دین ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

تصرف

س۔ کیا مخلوق میں سے کسی کو تصرف کا حق حاصل ہے؟
ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿ قُلْ مَنْ يَدِهِ مَلْكُوتُ كُلُّ شَيْءٍ وَ هُوَ يُحِيرُ وَ لَا يُحَاجَرُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ☆ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَإِنَّى تُسْحَرُونَ ﴾ (المؤمنون: ٨٨ - ٨٩)

آپ ﷺ فرمادیں کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر تم

جانتے ہو تو بتاؤ وہ اللہ ہی کو بتائیں گے آپ ﷺ فرمادیں پھر کیوں دیوانے بنے جاتے ہو۔

اختیار

س۔ کیا انہیاء بھی بے بس ہیں؟

ج۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے یہ کہتا ہے۔ ﴿فَلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشْدًا لَا قُلْ إِنِّي لَنْ يُحِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُوْيَهُ مُلْتَحِدًا﴾ (الجن: ۲۱-۲۲)

(امے محمد ﷺ) آپ فرمادیں کہ میں تمہارے لیے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا آپ فرمادیں کہ مجھے کوئی اللہ سے ہرگز ہرگز نہیں بچا سکتا اور میں اس کے سوا کہیں بچاونہیں پاتا۔

رازق

س۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رازق سمجھنا شرک ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْعًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ﴾

(النحل: ۷۳) مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمان و زمین سے روزی پہنچانے میں کچھ بھی دخل نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں۔

نذر

س۔ کیا غیر اللہ کے نام کی چیز حرام ہے؟

ج۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿فُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوْجَى إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يُطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُورًا حًا أَوْ لَحْمَ حِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِحْمٌ أَوْ فِسْقًا أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ رَغَيْرَ رَبَّهُ بَاغٌ وَلَا عَادِ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (الانعام: ۱۴۵)

اے نبی آپ فرمادیجیے کہ میں اس وجی میں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے کھانے والے پر کسی چیز کو حرام نہیں پاتا کہ وہ اسے کھائے مگر وہ چیز جو مردار ہے یا بہنے والا خون ہے یا خنزیر کا گوشت ہے کیونکہ یہ ناپاک

ہے یا گناہ کی چیز ہے کہ اسے غیر اللہ کے نام پر مشہور کیا گیا ہوا اور
اگر کوئی مجبور ہو جائے تو نافرمانی کرے نہ حد سے باہر نکل جائے تو
تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔

طواف

”کفر و شرك“





